پندرہ روزہ

# الہلال

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت: ۵۰ سینٹ

۲۱ شعبان ۱۴۰۱ھ — ۲۵ جون ۱۹۸۱ء — ۱۵ تا ۳۱ اگست

بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

جلد: ۱۰ — شمارہ: ۱۹۸۱


## بھارت کے کئی علاقوں میں ہزاروں ہریجنوں نے اسلام قبول کر لیا

گوپال پور، پانڈیچری، ارکاٹ، ہنجور اور اعظم گڑھ میں بڑی تعداد میں ہریجنوں کے قبول اسلام نے اندرا حکومت کو پریشان کر دیا

### مسلمان ہونے والوں میں ارکان پارلیمان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد شامل ہیں

[illegible]

## لیبیا میں امریکہ کے خلاف زبردست مظاہرے

امریکی طیاروں کا حملہ بین الاقوامی دہشت گردی ہے: لیبیا کا احتجاج

[illegible]

## پی آئی اے اس وقت چالیس کروڑ ڈالر کی مقروض ہے

سنگین مالی بحران کے پیش نظر پی آئی اے کو بند کرنے پر بھی غور کیا گیا تھا

### یونینوں کے دباؤ کی وجہ سے انتظامیہ محض تماشائی بن کر رہ گئی تھی

ڈھائی ہزار ملازمین کی چھانٹی کی جائے گی: جنرل رحیم کا اعلان

جنرل رحیم خان

[illegible]

## کوئٹہ میں جزوی ہڑتال، متعدد رہنما اور طلبہ گرفتار

پٹھان طالب علم کو پھانسی کی سزا دینے پر راست اقدام کی دھمکی

[illegible]

## مردم شماری کے عبوری اعداد و شمار ایک نظر میں

اسلام آباد ــــــ مردم شماری کے عبوری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے چاروں صوبوں، وفاقی علاقوں اور بڑے شہروں کی آبادی اس طرح ہے۔

| | ۱۹۷۲ء | ۱۹۸۱ء |
|---|---|---|
| پاکستان | [illegible] | [illegible] |
| سرحد | [illegible] | [illegible] |
| قبائلی علاقہ | [illegible] | [illegible] |
| پنجاب | [illegible] | [illegible] |
| سندھ | [illegible] | [illegible] |
| بلوچستان | [illegible] | [illegible] |
| اسلام آباد | [illegible] | [illegible] |
| کراچی شہر | [illegible] | [illegible] |
| لاہور شہر | [illegible] | [illegible] |
| فیصل آباد | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] |

## ناصر اچکزئی کو پھانسی دے دی گئی

[illegible]

## آفتاب شیرپاؤ اور حنیف خان رہا

[illegible]

## شعبہ بیرونی پبلسٹی کے نئے ڈائریکٹر جنرل

[illegible]

## کتابچے ضبط

[illegible]

## عبداللہ ملک کی رہائی

[illegible]

# قومی کرکٹ کا المیہ

تحریر: عمران خان

کرکٹ ان دنوں ایک اہم مسئلہ سے دوچار ہے۔ ہمارا کرکٹ کا یہ مسئلہ ہے نئے کھلاڑیوں کی تلاش کا۔ پاکستان میں کرکٹ کے حلقے مسلسل اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ نئے کھلاڑی تلاش کئے جائیں خاص طور پر ویسٹ انڈیز کے خلاف ہوم گراؤنڈ پر سیریز ہار جانے کے بعد سے تو نئے خون کی تلاش زور و شور سے ہی کی جا رہی ہے لیکن تمام تگ و دو کے باوجود ابھی تک کوئی ماہر سپنر کوئی نقاد یا کوئی آل راؤنڈر سپر سٹارز کے متبادل کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں کوئی ایسا نوجوان کھلاڑی نہیں جو سپر سٹارز کے اہم پیش ہے۔

نئے خون کی تلاش کا کام اس وقت سے جاری ہے جب ہم بھارت سے سیریز ہار کر لوٹے تھے۔ اس زمانے میں اخبارات نے سینئر کھلاڑیوں خاص طور پر سپر سٹارز پر بہت تنقیدیں کی تھیں اور ان کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سپر سٹارز کے خلاف ایک محاذ بن گیا ہے لیکن نئے سپر سٹارز کے خلاف میرٹ ہی دیکھ لو کہ نتیجہ کیا نکلا۔ یہ ہے جو ہم گراؤنڈ سے اتارے گئے ہم نے اس سیریز میں ظہیر عباس کے نعم البدل کے طور پر شعیب محمد کو بھی کھلایا۔ اس کو شاید وہ شاندار قرار دیا گیا لیکن میچ کی ہوا کیا؟ کیا وہ ظہیر کا نعم البدل تھا۔ اسی طرح ویسٹ انڈیز کے خلاف ٹیسٹ میں ظہیر عباس کی جگہ ایک نئے کھلاڑی منصور اختر کو کھلایا گیا لیکن وہ بھی اپنے اچھے کھیل کے باوجود ظہیر عباس کا جانشین ثابت نہیں ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ظہیر عباس کو دوبارہ ٹیم میں واپس بلانا پڑا۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کو نمبر ۳ پوزیشن پر بیٹنگ کرنے کے لئے ظہیر عباس سے زیادہ بہتر کھلاڑی پیدا نہیں ہو سکا ہے۔

یہی نہیں ہم ابھی تک صادق، سرفراز، وسیم باری، ماجد خان، اور آصف وغیرہ کا نعم البدل تلاش نہیں کر سکے۔ اور اگر کسی کھلاڑی کی جگہ ہم نیا کھلاڑی کھلانے لگے ہیں تو وہ عمر میں اپنے پیشرو سے کم نہیں ہوتا۔ مثلاً گذشتہ ٹیسٹ میں ... وسیم باری کی جگہ تسلیم عارف سے وکٹ کیپنگ کرائی گئی۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان لیں کہ تسلیم عارف باری کا جانشین ہے تو ذرا اس پر بھی تو غور کر لیں کہ دونوں کی عمر میں کیا فرق ہے۔ اسی طرح منظور الٰہی کے معاملہ کو لیجئے کیا وہ ظہیر عباس سے عمر میں بہت کم ہے؟ بالکل نہیں ان سے ظہیر سے صرف ایک سال بعد کا فرسٹ کلاس کرکٹ کھیلنا شروع کر دی تھی۔ کچھ یہی معاملہ دوسرے متبادل کھلاڑیوں کا ہے۔ کسی کھلاڑی کی جگہ جو دوسرا متبادل شامل کیا جاتا ہے تو وہ بھی عمر کے لحاظ سے ریٹائرمنٹ کے زمانے کے قریب ہوتا ہے ہم نوجوان متبادل کھلاڑی تلاش نہیں کر پاتے۔ پاکستانی کرکٹ کے پرستاروں کے لئے یہی بات باعث تشویش ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس بہتر کرکٹر پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے یا ہمارے ابھرتے ہوئے کھلاڑی بہتر نہیں ہیں۔ میرے خیال میں ہمارے پاس ٹیلنٹ کی کمی کبھی نہیں دنیا کے دوسرے ممالک سے زیادہ بہتر ٹیلنٹ ہمارے پاس موجود ہے۔ خاص طور پر بیٹنگ کے شعبے میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔ ہمارے نوجوان کھلاڑیوں اعجاز فقیہہ، محسن خان، رضوان الزمان نے جس طرح گذشتہ سیریز میں ویسٹ انڈیز کے فاسٹ بالروں کے مقابلے میں بیٹنگ کی ہے کبھی انگلستان میں نئے لڑکوں کو اس طرح بیٹنگ کرتے نہیں دیکھا۔ حقیقی فاسٹ بولنگ کے سامنے کھیلنا مذاق نہیں۔ دنیا میں نئے لڑکے اس طرح کی حقیقی فاسٹ بولنگ کا سامنا نہیں کر پاتے۔ لیکن ہمارے ابھرتے ہوئے بیٹسمینوں نے بہت شاندار طریقے پر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس بہترین ٹیلنٹ موجود ہے......!

دنیا کے دوسرے کھیلوں کے مقابلے میں کرکٹ میں تجربہ کی بڑی اہمیت ہے۔ ٹیسٹ کرکٹ میں قدم رکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ کھلاڑی مختلف مقابلوں میں حصہ لے کر اپنی خامیوں کو دور کرے اور صحت مند حالات کو سمجھ کر اس کے مطابق کھیلنے کی صلاحیت پیدا کرے۔ اسی لئے میری ذاتی رائے ہے کہ ٹیسٹ میچ کے لئے کھلاڑی منتخب کرنے کے لئے ٹرائل میچ یا نیٹ پریکٹس پر انحصار وقت کا زیاں ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کھلاڑی ٹرائل کے دوران بہت زبردست کارکردگی کا مظاہرہ کرے لیکن جب وہ میچ کھیلنے کے لئے میدان میں اترے تو بالکل بیکار ثابت ہو۔ کیونکہ ٹیسٹ میں جارحانہ بیٹنگ بہت سے لوگ کر لیتے ہیں مگر میچ کے دوران ایک بڑی اننگز کی تعمیر بہت مشکل کام ہے۔ چنانچہ ٹرائل کے دوران ایسے کھلاڑی منتخب ہو جاتے ہیں جو اپنی اننگز کی تعمیر سے قاصر ہوتے ہیں۔ اور ایسے کھلاڑی منتخب نہیں ہو پاتے جو حقیقی طور پر بیٹنگ کر سکتے ہیں۔ دنیا میں کسی بھی ٹیسٹ ٹیم کے انتخاب کے لئے ٹرائل میچوں کو معیار نہیں بنایا جاتا یہ بدعت صرف ہمارے ملک میں مروج کی جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس بہتر ٹیلنٹ ہونے کے باوجود اچھے کھلاڑی کیوں نہیں ملتے۔ ہمارے وہ لڑکے جو دو یا تین سال سے فرسٹ کلاس کرکٹ کھیل رہے ہیں اپنی صلاحیتوں کو بہتر نہیں بنا سکے۔ تجربات میں اضافے کے ساتھ ساتھ انہیں زیادہ عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا۔ لیکن وہ ابھر نہیں پاتے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو کرکٹ کھیلی جا رہی ہے وہ کھلاڑیوں کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنی فرسٹ کلاس کرکٹ کا معیار زیادہ بہتر بنانے پر توجہ دینی چاہئے۔ ہمارے ہاں فرسٹ کلاس سیزن کے دوران ایک ٹیم عام طور سے دو سے زیادہ میچ نہیں کھیل پاتی۔ پچھلے سیزن سے پہلے تو یہی ہوتا تھا۔ صرف کلب کی ٹیمیں چار یا پانچ میچ کھیل پاتی تھیں۔ سال میں ان پانچ میچوں میں سے فرسٹ دو میچ ایسے ہوتے تھے جن کو ہم اعلیٰ معیار کا قرار دے سکیں۔ باقی میچ تو صرف خانہ پری کے لئے ہوتے ہیں۔ یا پھر ان کا مقصد عالمی ریکارڈ توڑنا ہے اور ان میچوں میں معیاری کرکٹ کا فقدان ہوتا ہے۔

اس کے مقابلے میں اگر انگلستان میں کرکٹ سیزن کا جائزہ لیا جائے تو وہاں ایک ٹیم کو ایک سیزن میں کم از کم ۳۲ فرسٹ کلاس میچ کھیلنے کو ملتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر میچ انتہائی معیاری ہوتا ہے علاوہ ازیں ہر ٹیم کو معدودے چند غیر ملکی ٹیموں کے خلاف ایک اور محدود اوور کے کم از کم ۴۰ میچ کھیلنے ہوتے ہیں یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ یہ تمام میچ انتہائی اعلیٰ معیاری وکٹوں پر کھیلے جاتے ہیں۔ اگر کسی بالفرض پچ اچھی نہ ہو تو اس کی شکایت براہ راست لارڈز میں حکام سے کی جا سکتی ہے۔ اور وہ اس سلسلے میں سخت کارروائی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے یہاں ایک کھلاڑی چار یا پانچ فرسٹ کلاس کرکٹ کھیل کر جو تجربہ حاصل کرتا ہے وہ انگلستان میں صرف ایک سیزن کھیلنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر ہمارے یہاں کھلاڑی کو ایک سیزن میں جو چند میچ کھیلنے کو ملتے ہیں وہ بھی تعلق غیر معیاری وکٹوں پر ہوتے ہیں۔ جن پر فرسٹ کلاس کرکٹ کھیلنا ممکن ہی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر گذشتہ سیزن میں مجھے کراچی کے دو مختلف گراؤنڈز پر کھیلنے کا موقع ملا لیکن میں دونوں میں سے کسی ایک پر بھی اپنے پورے رن اپ کے ساتھ گیند نہیں کرا سکا۔ اس لئے کہ زمین ریتلی تھی، جب پاؤں چلنے سے پیر دھنس جاتے تھے تو دوڑنا قطعی محال تھا۔ مجھے کم از کم اپنے آدھے رن اپ تک احتیاط سے چلنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد دوڑنا شروع کرتا تھا۔

غیر معیاری وکٹوں ہی کے باعث ہمارے اچھے کھلاڑی بھی ابھر نہیں سکتے یہی وجہ ہے کہ ۱۹۷۰ء سے اب تک پاکستان نے اپنے گراؤنڈز پر صرف دو کھلاڑی پیدا کئے بقیہ تمام کے تمام کھلاڑی بیرون ملک کرکٹ کھیلنے کے باعث ابھر سکے، جو دو کھلاڑی ہماری وکٹوں پر پروان چڑھے وہ ہیں عنایت محمد اور وسیم باری۔ یہ دونوں کھلاڑی قدرتی طور پر بڑی صلاحیتوں کے مالک تھے، انہیں خدا نے غیر معمولی صلاحیتیں بخشی تھیں۔

ان دونوں کے علاوہ ہمارے تمام اچھے کھلاڑی یا تو تقسیم ہند سے قبل بھارت میں رانجی ٹرافی یا ہندو مسلم پنٹاگولر ٹورنامنٹ کھیل کر ابھرے، جن میں امتیاز، کاردار، فضل محمود وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۵۲ء تک ہمارے پاس وہی کھلاڑی تھے۔ اس کے بعد پچیس میلیان انگلینڈ کھلاڑیوں کا زمانہ آ گیا لیکن ان میں زیادہ تر کھلاڑی وہی تھے جو پاکستان کی وکٹوں پر کھیل کر ابھرے ایسے کھلاڑی صرف میچ کو برابر کر لینا ہی بڑی کامیابی سمجھتے تھے، پھر اسی زمانے میں انگلستان میں کاؤنٹی

حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر ہمارے یہاں کھلاڑی کو ... ہیں غیر ملکی کھلاڑیوں کے کھیلنے پر پابندی تھی۔ اور بہت محدود تعداد میں غیر ملکی کھلاڑی انگلستان میں کھیلتے تھے چنانچہ ہماری ٹیم کو زیادہ عمدہ کھلاڑی نہ مل سکے، ہماری وہ ٹیم بہت کمزور ٹیم تھی ہمارے کھلاڑی ہر میچ کو فیصلہ کن نہ بننے کی کوشش کرتے تھے۔ آخر وہ وقت آ گیا جب ہماری ٹیم کو صرف اللہ کے سہارے ہماری گراؤنڈز پر پڑا دیا ہم اس زمانے میں اچھے کھلاڑی پیدا نہ کر سکے ہمارے پاس ٹیلنٹ تھا لیکن ان کی صلاحیتوں کو جلا نہیں دی جا سکی، ہمیں اپنے بوڑھے کھلاڑیوں پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا۔ یہ صورتحال اس وقت تک رہی جب تک ہیں انگلستان میں کھیلنے والے اچھے کھلاڑی میسر نہ آ سکے جب ہمیں کاؤنٹی کا تجربہ رکھنے والے کھلاڑی میسر آئے تو ہماری ٹیم دنیا کی مضبوط ترین ٹیم بن گئی۔

میں ان تمام دوستوں کو جو سپر سٹارز پر تنقید کرنے میں سارا وقت صرف کرتے ہیں مشورہ دوں گا کہ بجائے سپر سٹارز پر نکتہ چینی کرنے کے آپ اپنا وقت اور انرجی پاکستان کرکٹ ٹیم کی بنیادیں مضبوط کرنے کے طریقے اور تجاویز تیار کرنے پر صرف کریں تو اس سے ملک کو فائدہ ہو گا۔ اور ہماری ٹیم بہتر ہو جائے گی۔ فی الحال تو ہماری فرسٹ کلاس کرکٹ کی حالت بہت خراب بلکہ مضحکہ خیز ہے کرکٹ کی دنیا میں ہماری فرسٹ کلاس کرکٹ کے معیار کا تمسخر اڑایا جاتا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہر سال یا دو سال بعد کوئی نہ کوئی عالمی ریکارڈ توڑ دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود ہمارے سلیکٹرز بھی اس معیار کو تسلیم نہیں کرتے وہ پاکستان میں فرسٹ کلاس میچوں میں کارنامہ سرانجام دینے والے کرکٹرز پر کاؤنٹی کھیلنے والے کھلاڑی کو ترجیح دیتے ہیں۔

میرا مشورہ تو یہی ہے کہ اگر ہم اپنے ملک میں کرکٹ کا معیار بلند کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو چاہئے کہ فرسٹ کلاس کرکٹ کو زیادہ معیاری بنائیں۔ ان میں سخت مقابلے کی بنیاد رکھیں تاکہ اس میں حصہ لینے والے لڑکوں کی صلاحیتیں نکھر سکیں یہی واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم ان کی صلاحیتوں کو کندن بنا سکتے ہیں۔ میرے آسٹریلیا میں اسٹیٹس کے درمیان اور ویسٹ انڈیز میں جزائر کے درمیان شیفیلڈ شیلڈ اور ٹرافی کے میچ دیکھے ہیں۔ ہر ذرا جان توڑ کر کھیلا جاتا ہے لوگوں کی دلچسپی کا عالم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ہر شخص اپنے جزیرے کی ٹیم کی بہت افزائی کرتا ہے بالکل ٹیسٹ میچ جیسی صورت حال نظر آتی ہے۔

جنوبی افریقہ کو ٹیسٹ کرکٹ سے خارج کر دیا گیا لیکن آج بھی جنوبی افریقہ میں دنیا کے بہترین کھلاڑی پیدا ہو رہے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ جنوبی افریقہ میں انٹر اسٹیٹس میچ بڑے کانٹے کے ہوتے ہیں ان کا معیار بہت بلند ہوتا ہے۔

ہمارے فرسٹ کلاس میچوں میں سخت مقابلے کا وہ رجحان نہیں ہے جو مذکورہ میچوں میں نظر آتا ہے اب اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بھی اچھے لڑکے نکلیں اچھے کھلاڑی ابھریں تو ہمیں بھی اپنے فرسٹ کلاس میچوں میں سخت مقابلے کا رجحان پیدا کرنا ہو گا۔

ہمیں موجودہ معقول مقابلے کا انتظام بدلنا ہو گا، ابھی ہمارے یہاں تمام فرسٹ کلاس میچ چند اداروں کی ٹیموں کے درمیان کھیلے جاتے ہیں۔ جن میں چار بینک پی آئی اے اور ریلوے کی ٹیمیں زیادہ جاندار ہیں اب ہمارے یہاں علاقائی ٹیمیں موجود نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو ان میں اچھے کھلاڑی موجود نہیں ہیں کیونکہ اچھے کھلاڑی ان اداروں کی ٹیموں میں شامل ہیں جہاں انہیں مالی تحفظ حاصل ہے۔ ان کھلاڑیوں میں میں بھی شامل ہوں لیکن اداروں کی ٹیموں کے درمیان مقابلوں میں وہ جوش و جذبہ پیدا نہیں ہوتا جو کھلاڑیوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں مفید ثابت ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کیری پیکر کی ٹیموں کے درمیان ورلڈ سیریز میں مقابلے کا وہ رجحان نہیں تھا جو ٹیسٹ کرکٹ میں نظر آتا ہے۔

بالکل صاف ظاہر ہے کہ پی ایل اور پی آئی اے کی ٹیموں کے درمیان مقابلے میں عوام کی دلچسپی اس قدر نہیں ہو گی جتنی لاہور اور کراچی کی ٹیموں کے درمیان اگر مقابلے ہوں تو نظر آئے گی بلکہ مجھے یقین ہے اگر لاہور اور کراچی کی دو ٹیمیں میچ کھیلیں تو اسٹیڈیم تماشائیوں سے بھر جائے گا۔ اداروں کے درمیان میچ میں عام آدمی یہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ خود کسے سپورٹ کرے جب کہ اس کے مقابلے میں اگر علاقوں کے درمیان میچ کرائے جائیں تو زیادہ دلچسپی ہوتی ہے کیونکہ تماشائی اس میں اپنے محلے کی ٹیم کی حمایت کرنے کے لئے آتے ہیں!

پاکستان میں کرکٹ کے فروغ میں کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کرکٹ صرف دو شہروں لاہور اور کراچی میں محدود ہو کر رہ گئی ہے اس کی وجہ ... حقیقت یہ ہے۔

اکثر میں غیر معیاری وکٹوں پر کھیلنے ... بہت سے شہروں میں اچھے گراؤنڈز موجود نہیں ہیں۔ کرکٹ کا معیار نہیں ہے اس لئے وہاں سے لڑکے نہیں نکلتے۔ راولپنڈی جیسے شہر کی ٹیم قائد اعظم ٹرافی میں شرکت نہیں پاتی۔

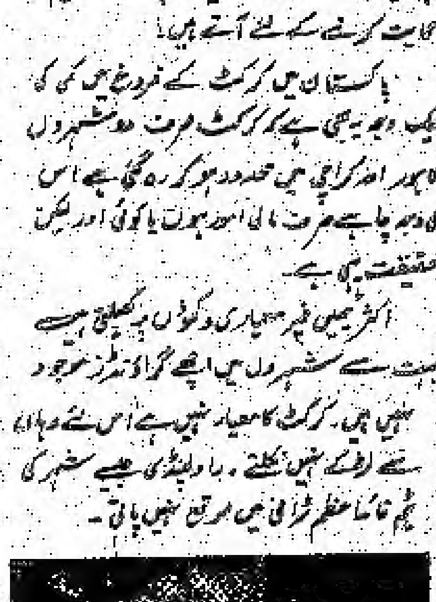

لہٰذا میں ارباب اختیار سے مودبانہ درخواست کروں گا کہ وہ پاکستان میں کرکٹ کے موجودہ انتظامی ڈھانچے کو تبدیل کریں۔ اس میں بنیادی تبدیلیاں لائیں۔ فرسٹ کلاس مقابلے علاقائی بنیادوں پر کرائے جائیں تاکہ ہر علاقے کے لوگ اپنی ٹیم کی حمایت میں زور و شور سے ... مقابلہ کا رجحان پیدا ہو۔

(شکریہ: اخبار وطن کراچی)

### پاکستانی انجینئر یونس خان کے کنبہ کی ہلاکت

# پولیس ایشیائیوں کو ملوث کرنے کی کوشش میں ناکام ہو گئی

لندن میں قتل کی وارداتوں کے نصف کیسوں میں مجرم گرفتار کئے جا سکے ہیں تو میری بیوی بچوں کے قاتلوں کو کیوں گرفتار نہیں کیا گیا

غم زدہ محمد یونس

اپنے بیوی بچوں کے ذکر پر

خلاؤں میں گھورنے لگتے ہیں

## یوم آزادی کے موقع پر آٹھ سیاسی نظر بند رہا کر دیئے گئے

### ...خان، فاروق لغاری، خورشید حسن میر، شیخ رفیق اور حبیب جالب بھی شامل ہیں


الفلاح

عید مبارک

ALFLAH
GROCER
Tel. 762-1633

2783 Dundas St.West
Toronto, Ont.

# روس اپنے عزائم کیلئے بھاری قیمت ادا کر رہا ہے

## افغانستان میں روس کی پالیسی ناکام ہو رہی ہے

واشنگٹن ۔۔۔ (رائٹر) امریکی وزارت خارجہ کی ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان میں روسی فوج اور ببرک کارمل کی حکومت افغان مجاہدین کے مقابلے میں ... [illegible]

ببرک کارمل حکومت کو جارحانہ ... [illegible]

### ۳ بھارتی شہری ۲ پاکستانیوں کے قتل کے الزام میں گرفتار

[illegible]

# پگارا گروپ نے مسلم لیگ کے اتحاد کی کوشش ترک کردی

لاہور ۔۔۔ (نمائندہ جنگ) مسلم لیگ پگارا گروپ نے مسلم لیگ کے تمام گروپوں کو متحد کرنے کی کوشش ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے ... [illegible]

بات چیت کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوسکا تاہم پیر پگارا نے تمام دروازے کھلے رکھے ہیں۔

### مقبول بٹ کی رہائی کا مطالبہ

مظفر آباد ۔۔۔ (نمائندہ جنگ) ... [illegible]

یورپ کی مسلمان خواتین میں یہ لباس آج کل بہت مقبول ہو رہا ہے

# امریکہ پاکستان کو ۲۷ ماہ کے اندر ایف ۱۶ طیارے فراہم کرے گا

## دونوں ملکوں کے درمیان اسلحہ کے بارے میں مذاکرات مکمل ہو گئے

واشنگٹن ۔۔۔ (نمائندہ جنگ) امریکہ میں پاکستان کے سفیر ... [illegible]

### صنم بھٹو کی شادی ۹ ستمبر کو ہوگی

کراچی ۔۔۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی مس صنم بھٹو کی شادی ... [illegible]

# بریگیڈیئر عاطف کو منیر ڈار کی جگہ قومی ہاکی ٹیم کا منیجر مقرر کر دیا گیا

## سینیئر اور جونیئر کھلاڑیوں کیلئے کیمپ کراچی میں ۱۸ اگست سے شروع ہوگا ۔ نور خان

[illegible]

### پی آئی اے کے ملازمین بحال کئے جائیں

[illegible]

# کشمیری رہنماؤں کی طرف سے میرپور میں فائرنگ کی مذمت

## میرپور کا ترقیاتی ادارہ توڑ دیا جائے اور ٹیکس واپس لئے جائیں رہنماؤں کا مطالبہ

لندن ۔۔۔ میرپور کے حالیہ خونی واقعات ... [illegible]

سیرۃ النبی صلعم

جامع مسجد
۵۶ بروسیٹڈ ایونیو
ٹورانٹو میں

تاریخ اسلام ۔ تفسیر قرآن ۔ احادیث نبویہ صلعم
کے موضوعات پر
پروگرام

شاہ بلیغ الدین کی
تقاریر کا سلسلہ حسب پروگرام ہوگا

تمام تقاریر اردو زبان میں ہونگی

★ ۳۰ اگست بروز جمعۃ المبارک بعد مغرب
★ ۳۱ اگست بروز ہفتہ بعد العصر
★ ۱ اگست بروز اتوار بعد العصر
★ ۳ ستمبر جمعرات بعد مغرب
★ ۴ ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد مغرب
★ ۵ ستمبر بروز ہفتہ بعد العصر
★ ۶ ستمبر بروز اتوار بعد العصر

تشہیر کنندگان
کیف فاروقی ۔ ایس شفیع ۔ ضیاء اللہ
275-2667 - 621-2743 - 496-0915

پندرہ روزہ
الاسلام
ٹورانٹو کینیڈا

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

سنو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم (القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے ہے حکم اذاں

# شیعہ اور سنی اسلام

اگر یہ مان لیا جائے کہ ہر مذہب کا ایک پہلو باطنی ہوتا ہے جو ظاہری عمل کے ساتھ ساتھ چلتا ہے تو شیعہ اسلام کا تعلق اسی باطنی پہلو سے ہے۔ یہ گویا وہ "اسلام" ہے جو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ خلافت راشدہ کے چار ارکان بلکہ حضرت حسنؓ کو ملا کر پانچ ارکان کے متوازی، بظاہر ٹوٹ جانے والے سیاسی نظام کے پیچھے موجود تھا۔ بلاشبہ کسی بھی نظام کے ایسے پہلو کو جو اس کے ظاہری اندراجات میں موجود نہ ہو یا اس سلسلہ میں محض کچھ اشارات ایسے ہوں جن سے ایک خاص مطلب نکالا جائے، تسلیم کر لینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اس کا تعلق ہر صورت جذبات اور حساسات سے ہے۔!

مثلاً آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وہ حصہ جو عالم اسباب و عمل کے تحت سامنے آیا، جس کی طرف آپ نے دعوت دی جس کے ذریعہ ایک کتاب الٰہی پیش کی اور پھر وہ ہدایات دیں، جن پر چل کر ایک نظام حکومت، ایک معاشرہ اور ایک وسیع مملکت کا ظہور ہوا۔ اگر یہ سارا کا سارا محض خارجی عمل مان لیا جائے اور اس کے تحت ظاہر ہونے والی شخصیتوں کو بھی اسلام کے ظاہری عمل کا حصہ قرار دیا جائے تو گویا یہ وہ اسلام ہوگا جس کو عام اہلسنت مانتے ہیں لیکن اگر اسی ظاہری عمل کے پس پردہ خود آنحضورؐ کی نبوت کے متوازی ایک اور حقیقت کو تسلیم کیا جائے۔ خلافت راشدہ کے ساتھ ساتھ "امامت بالقوہ" کے سلسلہ کو بھی مانا جائے۔ نظام حکمرانی اور جہانبانی کے خارجی پہلو کے علاوہ ایک پوشیدہ اور داخلی پہلو کو بھی تسلیم کیا جائے تو یہ "اسلام" تقریباً اہل تشیع کا اسلام ہوگا!

شیعہ اسلام کے اس ہمہ گیر داخلیت پسندانہ تصور کی بنیاد جن امور پر رکھی گئی ہے۔ ان کو ماننے والے طبقات بظاہر شیعہ کہلانے والے معاشرہ کے علاوہ بھی موجود ہیں۔ اندلس سے انڈونیشیا تک اسلامی تصوف کے جتنے سلسلے ہیں ان میں اور شیعہ اسلام کی اساسات میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ تمام مکاتب "نبوت محمدی" کے علاوہ "حقیقت محمدی" کی ایک متوازی شکل کو بھی مانتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی شرعی اور قانونی خلافت کے علاوہ حضرت علیؓ کی "روحانی نیابت" کو بھی تسلیم کرتے ہیں، اور "حقیقت محمدی" کا شعور حاصل کرنے کے لئے حضرت علیؓ کا توسل ضروری سمجھتے ہیں۔ آگے جا کر صرف طریقہ کار، اور شخصیتوں کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ جس سے کوئی بنیادی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اور اگر واقعات کا کڑا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عمل کی دنیا میں بھی یہ اختلاف بہت کم ہے۔ اہل سنت کا وہ گروہ جو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے جذباتی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ کے خاندان کے پانچ ارکان کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اور آپ کی ذات سے نسلی تعلق رکھنے والوں کو ایک اعلیٰ روحانی طبقہ خیال کرتا ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ملکوں میں "شیعہ اسلام" سے مدد لیتا اور بالواسطہ اس کی مدد کرتا رہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے بریلوی مکتب فکر کے حضرات کے پس پردہ ہر صورت میں "شیعہ اسلام" موجود ہے۔ اور وہ ان کی نظریاتی، اخلاقی اور مالی ہر قسم کی مدد تک کرتا ہے۔ اس طرح "سنی" کہلانے والا معاشرہ بھی بجائے خود اپنی کوئی آزادانہ حیثیت نہیں رکھتا ہے بلکہ سنی کا بڑا حصہ شعوری یا غیر شعوری طور پر شیعہ اسلام کے تابع ہے۔ اور یہ تابعیت اس قدر ترقی یافتہ ہے کہ ہر صورت سے برصغیر کی مسلم سیاست اہل تشیع کے زیر اثر چلی آتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام کی آمد کے ساتھ ساتھ شیعہ قیادت اپنا اثر قائم کئے ہوئے ہے تو ہندوستان میں وہی شیعہ قیادت غیر اسلامی نظام کی حمایت ... پر اثر انداز ہے۔

ایران میں ... خمینی جیسے قائدین کی عملی رہنمائی میں بادشاہت کے خلاف جو انقلاب آیا ہے وہ اسلامی تاریخ میں پہلی بار ایک باطنی تحریک کا خارجی ظہور ہے۔ یہ تحریک جو خلافت راشدہ کے زوال کے بعد سے مسلسل زیر زمین چلتی رہی اب روحانی دنیا سے باہر قانون، ملکی اور نظام مملکت کی حدود میں قدم رکھ چکی ہے۔ گویا کہ مادی دنیا میں ظاہر ہو چکی ہے۔ منطقی طور پر اس روحانی امامت کا دائرہ کار تو یہی تھا۔ یہ دائرہ تو صرف نبوت، خلافت اور مملکت کو ماننے والوں کا ہے۔ یہ حقیقت "توسل" اور امامت کو ماننے والوں کا نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو گیا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شیعت کی باطنی تحریک میں کوئی انقلاب بھی آیا ہے۔ کیا اس نے اپنے بنیادی تصور میں کوئی تبدیلی کی ہے جو اس وقت تک اس کے قیام کا واحد سبب رہا ہے۔!

ہمارا اندازہ ہے کہ اب منطقی طور پر ایسی کوئی وجہ باقی نہیں رہ گئی ہے کہ آج بھی نبوت محمدیؐ کے ظاہری پہلو کو خلافت راشدہ کے تاریخی عمل کو بشمول امت مسلمہ کی خارجی شکل کو نظر انداز کیا جائے اور ان سب کو ان باطنی حقائق سے کم تر تسلیم کیا جائے جن کی اساس پر شیعہ از آج تک سنی اسلام سے الگ رہا ہے۔ اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روحانی توسل کو اس شدت سے مانا جائے یا نہ مانا جائے بہرحال شیعہ اسلام "روحانی امامت" کے دائرہ سے نکل کر خلافت راشدہ کے اس قانونی عمل سے وابستہ ہو چکا ہے۔ جو حضرت ابوبکرؓ سے شروع ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں شیعہ اسلام سنی اسلام پر پوری طرح منطبق ہو جاتا ہے اور شیعہ سنی اختلاف ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ یا صرف اس کا اظہار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام میں سے بعض کے ساتھ مختلف قسم کی محبتوں کی شکل میں باقی رہ سکتا ہے۔ لیکن کسی قسم کے امتیاز کا سوال اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔!

ایران کی شیعہ قیادت کی جانب سے جو تازہ تحریر، انقلابی نعرے، اور عالم اسلام کو مشورے سامنے آئے ہیں ان کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی باطنی تحریک کو خارجی تحریک بنانے پر انتہائی مطمئن اور خوش ہیں۔ اور آج ان میں اپنے اوپر پہلے سے زیادہ اعتماد پایا جاتا ہے۔ وہ عدم اعتماد ختم ہو چکا جو اندر اندر تحریک چلانے کے نتیجہ میں صدیوں تک پرورش پاتا رہا ہے۔ اب وہ ایک انقلابی دھارا بن کر باہر نکلا ہے۔ یہ سارا کرشمہ اس بات کا ہے کہ ایک ایسی تحریک جو صاف اس لئے چلتی رہی کہ اس کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار نہیں آیا تھا ــ اب اس قسم کا اقتدار آ گیا ہے۔ بادشاہت کا خاتمہ اور اس کی جگہ ایک نظام شورائی کا قیام خواہ اس کی شکل ابھی پوری طرح واضح نہ ہو۔ اس اختلاف کا خاتمہ ہے جو کسی زمانے میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی ذات سے ہوا تھا۔ یہ اسلامی تاریخ کا نہایت اہم واقعہ ہے جس کے اثرات ابھی پوری طرح ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ سامنے آئیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور اس وقت اندازہ ہوگا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اگر خدانخواستہ ایران میں بادشاہت کے سیاسی خاتمہ کے بعد کوئی ایسی حکومت قائم ہو جاتی جو "بادشاہت" کی طرح لادینی ہوتی خواہ وہ جمہوریت ہی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں بھی باطنی تحریک اور پیشوائی اور خلافت راشدہ کے ساتھ اس کے تسلسل کا رشتہ قائم نہ ہوتا۔ لیکن ایران کا انقلاب شاہی اداروں کے خلاف روحانی امامت کا لایا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ ایک انقلاب در انقلاب ہے۔ یعنی پہلے روحانی امامت کے تصور میں انقلاب آیا ہے۔ پھر اس نے خارج میں سیاسی انقلاب برپا کیا ہے۔!

ایران کی باطنی تحریک کا یہ انقلاب اس قدر تیز رو ہے کہ اگر خدانخواستہ اس تضاد کو جلد ہی دور نہیں کیا گیا جو ابھی تک اس تحریک کی امامت میں پایا جاتا ہے اور جس کا اظہار علی شریعتی کی قدیم تحریروں اور علامہ طباطبائی کی تازہ تحریروں کی اشاعت نیز اس طریقہ کار سے ہوتا ہے جس کا تعلق دوسرے ملکوں کے شیعہ کہلانے والے عناصر کے ذریعہ "انقلاب" کو برآمد کرنے سے ہے ــ تو پھر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ تحریک بہت جلد پورے تصور امامت کو لے بیٹھے گی اور اس طبقہ کے خلاف انقلاب لے آئے گی جو خود اس انقلاب کا علمبردار ہے۔ جہاں تک ہمارا اندازہ ہے ایران میں اگر یہ انقلاب بھی آ گیا تو اس کی خارجی شکل یہ ہوگی کہ امامت کا موجودہ نظام عام ملکی قانون کے تابع ہو جائے گا اور قانونی طور پر منتخب شدہ پارلیمان ہی مقتدر اعلیٰ ہوگی۔ اور آئندہ کوئی متوازی نظام جاری نہ رہ سکے گا۔ اس قسم کا ایک اور "انقلاب" بلاشبہ اس عمل کی تکمیل کر دے گا جس کا آغاز بادشاہت کے خاتمہ کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس جماعت کا خاتمہ بھی ہو جائے گا جو ایک اہم انقلابی عمل کی اس دور میں بانی مبانی کہی جا سکتی ہے۔!

اس مرحلہ پر پہنچ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے عام دھارے سے ہٹ کر اور اس کے خارجی عمل نیز نظام شریعت کی اس ظاہری شکل کو نظر انداز کر کے جس کے ذریعہ خلافت راشدہ کا ظہور ہوا تھا اور جس کی خاطر تاریخ اسلام میں بار بار تجدیدی عمل کو دہرایا گیا تھا۔ کسی خفیہ، اندرونی، روحانی تحریک کے بل پر خواہ وہ کتنی پرانی اور مستحکم ہی کیوں نہ ہو جو انقلاب بھی لایا جائے گا۔ اسے ایک دن بہرحال امت کے عام دھارے میں جذب ہونا پڑے گا۔ اگر وہ بیرونی قوت کے اثر سے تبدیل نہ ہو تو رفتہ رفتہ خود اپنے عمل کی شدت سے پگھل کر زندگی عام شکل میں جذب ہو جائے گی۔ ایران کا انقلاب ابھی تک ملک کے اندر ہے اور معاشرہ کی ایک خاص شکل اس احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جب یہ ایران سے باہر قدم رکھے گا اور معاشرہ کی دوسری شکل سے دوچار ہوگا تو یہ خود بخود اس کا ہم شکل بن جائے گا۔ ساری دنیا اسلام کو ایرانی رہنماؤں اور مفکروں کا ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے عظیم اسلامی معاشرے کے دو حصوں کو ایک بنانے کے عمل کا آغاز کر دیا ہے۔!

## قائداعظم کے ساتھ چند گھنٹے

# ذکر ابھی جاری تھا

# کہ میں نے پیچھے مڑکر دیکھا ڈبے کے دوسرے کونے میں

## ایک میز پر قائداعظم تشریف فرما تھے

میجر آفتاب حسن

یہ ۱۹۴۳ء کی بات ہے۔ دن اور تاریخ تو مجھے یاد نہیں ہے لیکن اس کا تعین آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وہ پہلا دن تھا جب ہندوستان میں جی آئی پی ریلوے نے اپنے بمبئی میل میں موسم گرما کے لئے ائیر کنڈیشنڈ ڈبے لگائے تھے۔ اس کا کافی چرچا اخباروں میں تھا۔

میں منماڑ کے اسٹیشن پر کلکتہ جانے والی گاڑی پر سوار ہوا۔ میرے ڈبے میں ایک مدراسی آئی سی ایس بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس زمانے میں سیاست کے علاوہ اور کانگریس لیگ کے مناقشے کے سوا اور کوئی مضمون گفتگو کے لئے تھا ہی نہیں چنانچہ ہم لوگ بھی اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے اور اس گفتگو میں قائداعظم کا نام بار بار آنا ناگزیر تھا۔

ایک بجے کے قریب مدراسی صاحب نے کہا کہ چلئے کھانے کے ڈبے میں کھانا کھائیں۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں پہنچ گئے۔ کھانا ہو ہی رہا تھا کہ مدراسی صاحب نے کہا کہ "لیجئے صاحب ابھی مسٹر جناح کا ذکر ہو رہا تھا وہ موجود ہیں۔" میں نے مڑکر دیکھا تو ڈبے کے دوسرے سرے پر قائداعظم ایک اکیلی میز پر تشریف فرما تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی میں نے طے کر لیا کہ آج ان سے گفتگو ضرور کروں گا۔ چاہے چند منٹ کے لئے ہی سہی۔

کھانا ہو چکا تو میں نے مدراسی سے کہا کہ بھائی تم تو ڈبے میں جاؤ میں ابھی ٹھہروں گا۔ اور قائداعظم سے بات کروں گا۔ اس کے بعد میں ان کی میز کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے کھڑا دیکھ کر انہوں نے نظریں اوپر کیں۔

میں نے پوچھا "جناب مجھے اجازت ہے بیٹھ جاؤں؟"

انہوں نے خوش خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ "تشریف رکھئے" میں سامنے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں نے اپنا تعارف کرایا "میرا نام آفتاب ہے میں آپ کے معتقدین میں سے ہوں۔ اس وقت حیدرآباد سے آ رہا ہوں۔"

فرمایا۔ "کیا حال ہے حیدرآباد کا۔؟"

میں نے کہا "آپ کو یاد ہوگا ابھی کچھ عرصہ پہلے سر اکبر حیدری نے یہ بیان دیا تھا کہ مسلم لیگ ایک زہر ہے میں اسکو اپنی ریاست میں داخل ہونے نہیں دوں گا۔"

"ہاں یاد ہے"۔ چہرے پر انقباض کے آثار تھے۔

"اب سر اکبر حیدری حیران و پریشان ہیں کہ یہ بیان انہوں نے کیوں دیا۔ اتنی زبردست مخالفت ہوتی ہے اور ہو رہی ہے کہ اس کا اندازہ آپ باہر سے نہیں کر سکتے صرف اسی ایک بیان نے ان کو نہایت نامقبول بنا دیا ہے۔"

قائداعظم نے جو کچھ اس سلسلے میں کہا ان کے الفاظ تو مجھے یاد نہیں لیکن ان کا مطلب یہ تھا کہ مسلم لیگ داخل ہو کر رہے گی۔ اور سر اکبر حیدری کی نامقبولیت میں ابھی اور بھی اضافہ ہوگا۔ اتنی بات ہو چکی تو میں نے اجازت چاہی۔ کہ میں تو صرف مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا تھا۔ اب اجازت دیجئے۔

قائداعظم مسلم لیگ کراچی سیشن (۱۹۴۳) سے خطاب کرتے ہوئے

کہنے لگے۔ کیا جلدی ہے بیٹھئے باتیں کیجئے۔

یہ سن کر میری ہمت بڑھی۔ کہاں تو وہ پروپیگنڈہ کہ مسٹر جناح کم آمیز ہیں، کم سخن ہیں، متکبر ہیں کسی کو منہ نہیں لگاتے سیدھے منہ سے بات نہیں کرتے۔ مزاج کے خلاف کوئی بات سننا نہیں جانتے اور کہاں یہ کیفیت کہ مجھ جیسے مکمل اجنبی کو وہ بہ اصرار بٹھا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ باتیں کیجئے۔

میں شکریہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اور ان سے پوچھا۔

"آپ تو ٹھنڈی گاڑی میں ہوں گے۔"

"ہاں میں ٹھنڈی گاڑی میں ہوں۔"

"تو پھر وہیں چل کر بات کریں۔"

فرمایا "نہیں اس میں سیٹھ ڈالمیا بیٹھے ہیں ان کے سامنے گفتگو مناسب نہ ہوگی یہیں باتیں کرو۔ باتیں جب ختم ہوں گی تو پھر ڈبے میں چلیں گے۔"

چنانچہ باتیں شروع ہوئیں وہ بڑے شوق اور انہماک سے گفتگو کرتے رہے۔ مسلمانوں کی سیاست کا کوئی پہلو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ وہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب کرنے کے لئے کلکتہ جا رہے تھے اس طرح مسلمانوں کی سیاست۔۔۔ نوجوانوں کے کردار پر گفتگو شروع ہوئی۔

میں نے عرض کیا "مسلمان نوجوان مسلم لیگ سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں اس میں کچھ جوش و ولولہ اور زور پیدا ہو۔ وہ خصوصیت کے ساتھ آپ سے متوقع ہیں کہ آپ بھی گاندھی کی طرح گاؤں گاؤں پھریں اور مسلم عوام کو مخاطب کریں۔

میرے اس اعتراض پر قائداعظم نے برا نہیں مانا۔ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے انہوں نے جواب دیا۔ "نوجوانوں کو چاہئے کہ مسلم لیگ میں داخل ہوں اس کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اس کو اپنے حسب مطلب زیادہ سے زیادہ فعال ادارہ بنائیں۔ جب نوجوان اپنی ذمہ داریاں سمجھتے اور سنبھالتے ہیں تو یہ میرے لئے نہایت مسرت کا باعث ہوتا ہے۔

اب بمبئی میں دیکھو کہ مسلم لیگ کا پورا انتظام چندریگر نے سنبھال لیا ہے۔ میں نہایت ہی درجہ مطمئن اور خوش ہوں میں چاہتا ہوں کہ یہی عمل ہر جگہ ہو۔"

میں نے کراچی میں یہ گفتگو مرحوم چندریگر صاحب کو سنائی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ قائداعظم ان کے کاموں کا کس درجہ خیال رکھتے تھے اور قدر کرتے تھے۔ چندریگر صاحب کا چہرہ خوشی سے روشن ہو گیا تھا۔

قائداعظم نے گفتگو کو جاری رکھا۔ "اب رہا یہ سوال میں گاؤں گاؤں کیوں نہیں جاتا تو بھائی میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسٹر گاندھی کو کانگریس بھیجتی ہے ان کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ مسلم لیگ بیچاری یہ اخراجات کہاں سے لائے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسلم لیگ کی سالانہ آمدنی کیا ہے۔؟"

"جی نہیں مجھے معلوم نہیں"

"تو سنئے" اب جو جواب انہوں نے دیا ہے اس کے لئے میں بالکل تیار نہیں تھا مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت جس نے کانگریس کو ہر محاذ پر شکست دے کر اپنا لوہا منوا لیا تھا وہ مفلس ہوگی اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اگر کانگریس میں لاکھوں کے عطیے آتے ہیں تو مسلم لیگ میں ہزاروں کا کاروبار ضرور ہوتا ہے۔ لیکن قائداعظم نے مسلم لیگ کی سالانہ آمدنی صرف چند ہزار روپے بتائی جس پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی۔ کہنے لگے "یہ ہے مسلم لیگ کی مالی حالت۔ میں لیگ کے کام کے سلسلے میں ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں بھی جاتا ہوں اپنے اخراجات خود برداشت کرتا ہوں۔"

صاف الفاظ میں انہوں نے نہیں کہا لیکن محسوس ہوا کہ لیگ کی انتظامی اور دفتری اخراجات کی ادائیگی بھی قائداعظم اپنے جیب خاص سے کرتے ہوں گے۔

اس کے بعد گفتگو نے دوسرا رخ لیا۔ ان مسلم جماعتوں کا ذکر رہا جو مسلم لیگ سے الگ اپنا پلیٹ فارم قائم کئے ہوئے تھیں۔ اسی سلسلے میں قوم پرست مسلمان اور جمعیت العلمائے ہند کا ذکر ہوا۔

میں نے عرض کیا "غیر قوم پرست مسلمان تو جزو کانگریس ہیں۔ لیکن علماء تو قریب آ رہے تھے۔ پھر وہ کیوں الگ ہو گئے؟"

قائداعظم نے کہا "وہاں بھی روپے پیسے ہی کا جھگڑا تھا۔ لیکن اس کام کے لئے رقم لیگ سے طلب کرتے تھے۔ لیگ کے پاس اتنی رقم ہے ہی نہیں کہ انہیں مطمئن کر سکے۔"

سلسلہ کلام جاری رہا وقت گزرتا گیا میری ہمت بڑھتی گئی، گستاخ ہوتا چلا گیا۔ میں نے پوچھا کہ "آپ کے اس سفر کی لوگوں کو اطلاع ہے؟"

فرمایا۔ "غالباً نہیں ہے!"

میں نے عرض کیا "اگر اجازت ہو تو لوگوں کو تار کے ذریعے اطلاع دے دوں تاکہ اسٹیشنوں پر لوگ جناب کی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔"

فرمایا۔ "کیا ضرورت ہے"

لیکن میں نے کاغذ نکالا اور تار کا مضمون لکھنا شروع کیا چاہے تو انہوں نے دلچسپی لی اور بتایا بھی یہ لکھو یہ نہ لکھو۔ پھر کچھ سوچ کر فرمایا۔ "اطلاع نہ دیجئے اس سے سب کو تکلیف ہوگی۔"

میں نے زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا۔

میں نے کہا "جیسا ارشاد ہو۔ لیکن کسی اسٹیشن پر مسلمانوں کا مجمع ہو۔ وہ آپ کو تلاش کریں رات کے وقت آپ کے ڈبے آسانی سے ان کو نہ مل سکے تو اجازت دیجئے کہ میں آپکو اٹھا دوں۔"

فرمایا کہ "ہاں آپ یہ کر سکتے ہیں۔"

اب جو گھڑی پر نظر ڈالی تو ساڑھے تین بج چکے تھے۔ ہم لوگ مسلسل ڈھائی گھنٹے گفتگو کرتے رہے تھے۔ کھانے کا ڈبہ بالکل خالی ہو گیا تھا۔ شام کی چائے کا انتظام کرنے کے لئے بیرے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔

قائداعظم نے فرمایا کہ "چلو اب تمہیں اپنا ڈبہ دکھاتے ہیں" میں ان کے ساتھ ہوا۔ ان کے ڈبے میں سیٹھ ڈالمیا اوپر کی برتھ پر لیٹے ہوئے تھے ہم لوگوں کو دیکھ کر نیچے اتر آئے قائداعظم کی تعریف کرتے رہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے خواب دیکھتے رہے۔ اور اسی قسم کی بے مزہ گفتگو ہوتی رہی۔ ۳۰، ۳۵ کے بعد میں نے بادل ناخواستہ اجازت چاہی۔ ڈبے میں پہنچا تو مدراسی بھائی بہت حیران تھے۔

"آپ کہاں گئے تھے"

"مسٹر جناح سے باتیں کر رہا تھا"

"اتنی دیر تک۔؟"

"جی ہاں گفتگو کچھ لمبی ہو گئی۔"

"میں نے سنا ہے کہ وہ کسی سے بات ہی نہیں کرتے۔"

"بس اسی سے اندازہ کر لیجئے۔"

خیال تھا کہ خدمات کے وقت آرام سے آئے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ قائداعظم کا خیال صحیح نہیں تھا کہ لوگوں کو ان کے سفر کا حال نہیں معلوم۔ سب کو معلوم تھا۔ بڑے بڑے اسٹیشنوں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ خصوصاً گیا میں جہاں مجھے اترنا تھا۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ صبح کے چار بجے تھے۔ لوگ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ قائداعظم کس ڈبے میں ہیں۔ میں نے ان صاحبوں کو بتایا کہ فلاں ڈبے میں آرام فرما رہے ہیں۔ لوگ وہاں پر جمع ہو گئے۔ اب ان کی ملاقات کس طرح ہو چار بجے صبح کو تو کسی شریف آدمی کو نیند سے جگایا نہیں جاتا۔ مسلم لیگ والے حیران تھے کہ کیا کریں۔ میں تو اس کام کی اجازت قائداعظم سے لے ہی چکا تھا۔ میں نے کہا اگر آپ لوگ کہیں تو میں قائداعظم کو جگا دوں۔ لوگ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے صاحب ضرور جگائیے۔ ہم پر کرم فرمائیے۔"

چنانچہ میں ڈبے میں داخل ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا قائداعظم نے جواب دیا تو میں نے کہا "یہ گیا کا اسٹیشن ہے۔ مسلم لیگیوں کا بہت بڑا مجمع آپ سے شرف ملاقات چاہتا ہے۔ آپ کا باہر آنا مناسب ہوگا۔" تھوڑی دیر میں قائداعظم ڈریسنگ گاؤن پہن کر باہر نکل آئے اور گاڑی کے دروازے پر کھڑے ہو کر مجمع سے مخاطب ہوئے۔ اسٹیشن تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔

میں نے تقریر سنی۔ قائداعظم کو خدا حافظ کہا۔ گاڑی کلکتے کی طرف روانہ ہو گئی۔

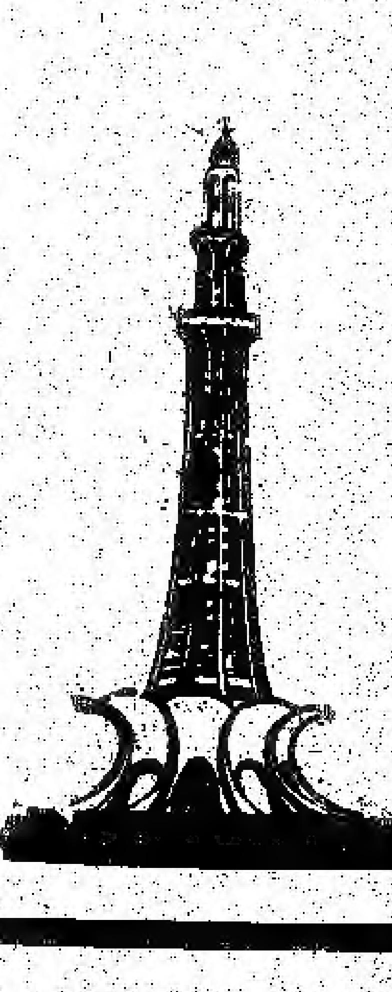

# ادب و ثقافت

## وطنِ عزیز سے آئے ہوئے مہمان شعراء کا نمونۂ کلام

حمایت علی شاعر

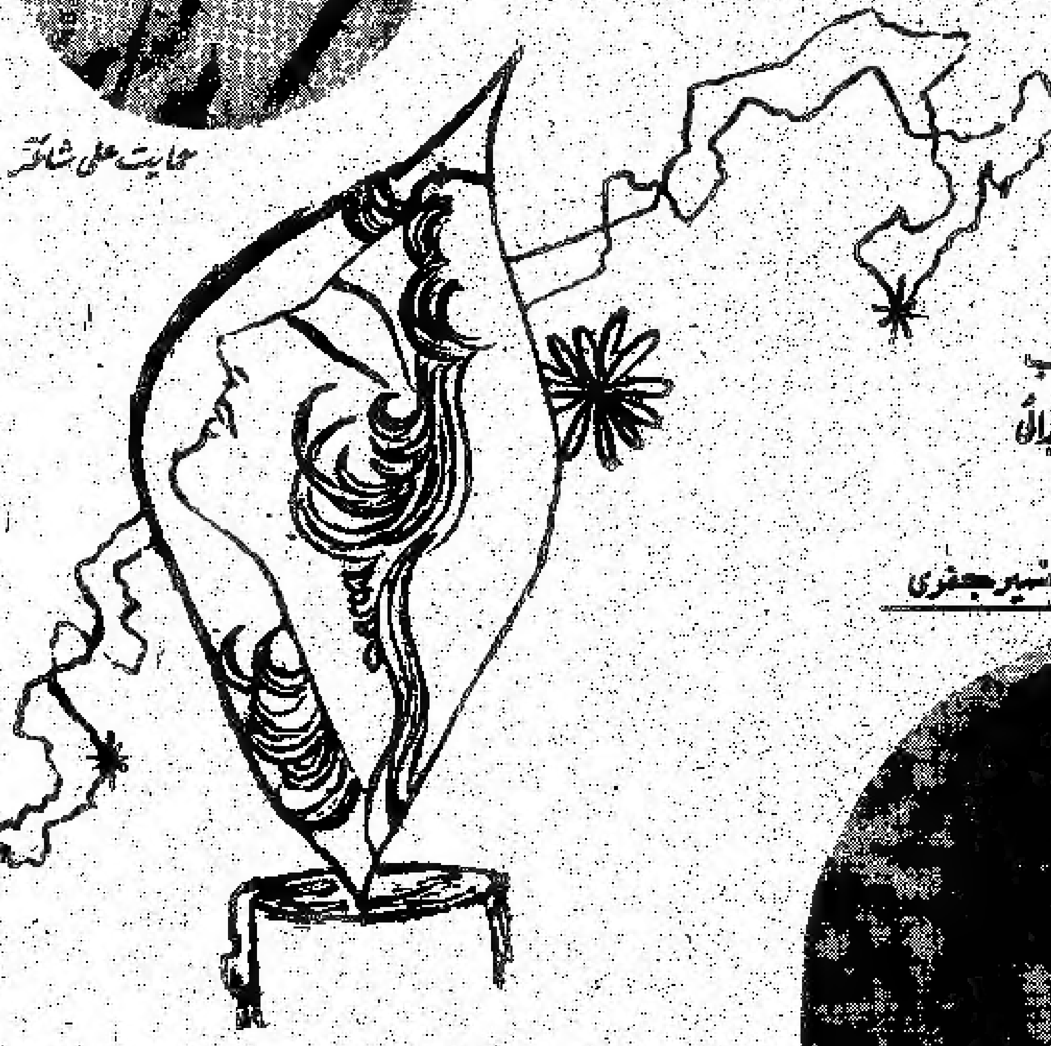

کوہ بستی کے شب دیوں کی طرح
آئی اک یادِ مہرباں آئی

زندگی میں ضمیر کا اسلوب
کم شناسائی خوش پذیرائی

ضمیر جعفری

## غزل

کھلتی کلیوں کی ہو صدا جیسے
جو نہ آیا تھا آگیا جیسے

پھیلتی جا رہی ہیں خوشبوئیں
آتی ہے عشق کی ہوا جیسے

جھلملانے لگی ہیں روشنیاں
وہ جو پردہ تھا اٹھ گیا جیسے

ذہن اور جسم کا یہ عالم ہے
کوچہ یار کی فضا جیسے

روح مرجھا رہی تھی تازہ ہوئی
کوئی بادل برس گیا جیسے

لال پھولوں میں سج گئی دیوار
اپنا گھر اُس کا گھر ہوا جیسے

ہم کو بجھنے لگے تھے پھر نکھرے
رنگ و خوشبو میں موتیا جیسے

آج بندوں سے بھی جو ڈرتے ہیں
کبھی لگتے تھے وہ خدا جیسے

جمیل الدین عالی

شمع کی مانند اہلِ انجمن سے بے نیاز
اکثر اپنی آگ میں چپ چاپ جل جاتے ہیں لوگ

شاعر اُن کی دوستی کا اب بھی دم بھرتے ہیں آپ
ٹھوکریں کھا کر تو سنتے ہیں سنبھل جاتے ہیں لوگ

حمایت علی شاعر

## غزل

تم نے آکر جگا دیئے ارمان
ورنہ مدت سے تھا یہ دل ویراں

کتنے پُرخار راستے نکلے
جن کو سمجھے ہوئے تھے ہم آساں

جن کے سینوں میں سوزِ عشق نہیں
کیسے کہتے ہو تم انہیں انساں

ابھی غنچوں کے لب ہلے ہی نہ تھے
کہ اچانک اٹھا غبارِ خزاں

پروین فضا

صہبا اختر

خزاں کبھی تری یادوں کی بردم غنچہ کاری ہے
وہی خوابوں کا موسم ہے وہی بارِ بہاری ہے

صہبا اختر

سہیلی مجھ کو بتلا دے مرا دل کیوں دھڑکتا ہے؟
نہ جانے میری سانسوں میں یہ ایک مہکار سی کیا ہے
بتا پاگل جو سنتی ہوں وہ اک جھنکار سی کیا ہے
بتا دے کون سے موسم میں یہ شعلہ بھڑکتا ہے؟

قتیل شفائی

ٹورانٹو مساجد کی جانب سے ہر سال موسم گرما میں چھ سال سے ۱۶ سال کی عمر تک کے بچوں کے لیے اسلامی تعلیم کے اسکول کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ حسب سابق اس سال بھی یہ اسکول نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا گیا۔ اوپر والی تصویر میں پہلی جماعت کے کچھ بچے موجود ہیں۔ اس سال اسکول کے مسلمان بچوں کی تعداد تقریباً چار سو تھی۔ (تصویر محمود حسن)

## اسلامک ایجوکیشن اور پاکستان اسٹڈیز کو لازمی مضمون کی حیثیت سے نصاب میں شامل کر لیا گیا

کراچی — [illegible]

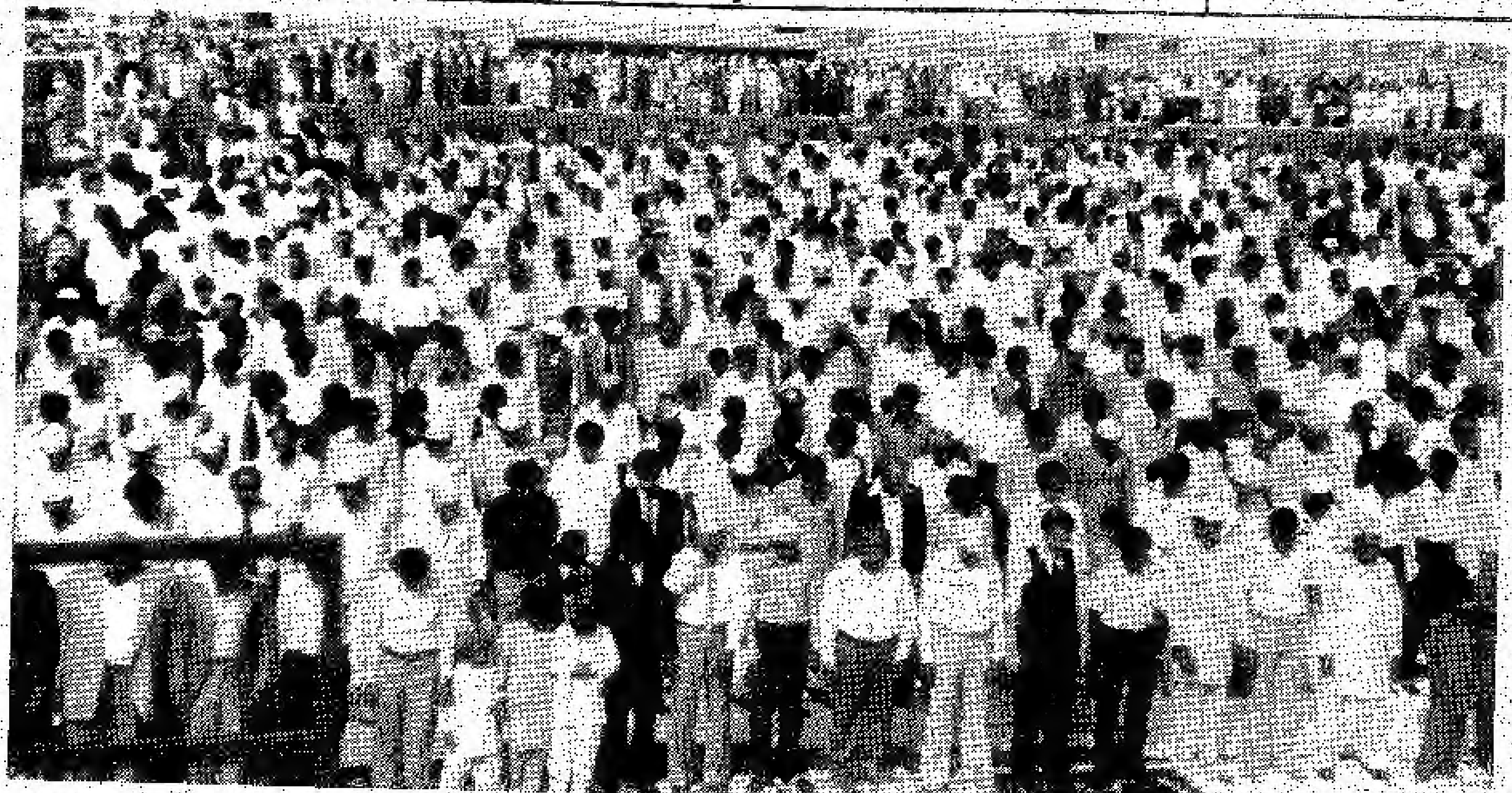

ٹورانٹو میں نماز عید الفطر کا اجتماع (تصویر: محمود حسن)


STANDING COMMITTEE ON ADMINISTRATION OF JUSTICE

Ontario

**BILL 68—THE METROPOLITAN POLICE FORCE COMPLAINTS PROJECT ACT, 1981**

۲۴ ستمبر ۱۹۸۱ بروز منگل سے کوئنز پارک میں واقع قانون ساز اسمبلی کے کمرہ نمبر ۱ میں "انصاف مہیا کرنے کے لئے تشکیل کردہ کمیٹی" کا اجلاس قانونی ضابطہ نمبر ۶۸ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوگا۔ اس ضابطہ کے تحت ایسی منصوبہ بندی اور طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے کہ جس کے تحت میٹرو پولیٹن ٹورانٹو میں پولیس کے خلاف عوام کی شکایات کو بہتر طور پر روبہ عمل لایا جا سکے۔

ایسے افراد، گروہ اور تنظیمیں کہ جو درج بالا ضابطہ میں دلچسپی رکھتے ہوں ان کو کمیٹی اپنا نقطہ نظر تحریری صورت میں پیش کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ تمام تجاویز جمعہ گیارہ ستمبر تک کمیٹی کلرک تک پہنچ جانی چاہئیں۔ کمیٹی کے سامنے ذاتی طور پر تجاویز پیش کرنے کے خواہشمند بھی اپنی درخواست کمیٹی کلرک تک پہنچا دیں۔

اس ضابطہ کا انگریزی متن حکومت انٹاریو کے بک سٹور واقع "۸۸۰ بے سٹریٹ ٹورانٹو" سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے درج ذیل پتہ پر آرڈر بھیجا جائے۔

RICHARD TRELEAVEN, Q.C., M.P.P.
Chairman

A. SMIRLE FORSYTH
Clerk of the Committee

Room 1502, Whitney Block
Queen's Park
Toronto, Ontario M7A 1A2
416/965-6834


# مختصر مختصر اشتہارات

## ضرورت رشتہ


امریکہ میں مقیم اچھے خاندان کی پاکستانی مسلمان، ۲۹ سالہ، قبول صورت، تعلیم یافتہ، روشن خیال دوشیزہ کے لیے رشتہ ازدواج میں سنجیدگی سے دلچسپی رکھنے والے مناسب العمر شخص کا رشتہ مطلوب ہے۔ پتہ ذیل پر خط لکھئے:
A.M. c/o Al-Hilal

●

معزز خاندان کی ۲۳ سالہ کینیڈین سٹیزن قبول صورت، خوب سیرت، سلیقہ شعار تعلیم یافتہ لڑکی کے لیے ۳۰ تا ۳۵ سالہ سنی مذہب کے شریف الخاندان لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ پہلے ہی خط میں تصویر اور مکمل تفصیلات سے آگاہ کیجئے۔
Mrs. Zehra
c/o Al-Hilal

●

ایک ۲۶ سالہ نوجوان کو کسی شریف اور معزز گھرانے کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکا نارتھ امریکن یونیورسٹی کا گریجویٹ اور پاکستان کے ایک سنی مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ لڑکی کسی بھی زبان یا قومیت کی ہو مگر شریف اور مذہبی رجحان رکھتی ہو۔
KHAN
c/o Al-Hilal

**MATRIMONIAL**

Matrimonial correspondence is requested for a young Muslimah from Pakistan. 29 years, well educated and mature, attractive, Canadian citizen. Respondants must be urdu speaking muslims, well educated and established professionals. Seekers of marriage of convenience need not reply. Please send pertinent particulars and photograph with first letter.

A. J. C/O AL-HILAL

**MUSLIM MATRIMONIALS**

A service to provide introductions for marriage. Discreet, confidential and reliable. For details Contact:

Box 5, Sta. 'A'
Mississauga, Ont.
L5A 2Y9

(مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی پیشگی ادائگی ضروری ہے)

# برطانیہ میں رہنے والے ہزاروں پاکستانی فریضۂ حج کی سعادت سے محروم رہ جائینگے

[illegible]

[illegible]

# پاکستان میں طیارہ اغوا کرنے والوں کو موت کی سزا دی جائیگی

## طیارہ اغوا کرنیوالوں کی تمام جائیداد ضبط کر لی جائیگی، نیا قانون نافذ ہو گیا

اسلام آباد — [illegible]

[illegible]

## آشوب چشم کا روحانی علاج

پشاور — [illegible]

[illegible]

# بیگم بھٹو نے بھارت کے یوم آزادی کے ڈنر میں شرکت کی

کراچی — نمائندہ جنگ [illegible]

[illegible]

## بیگج اسکیم کے تحت ٹریکٹر کی درآمد

اسلام آباد — نمائندہ جنگ [illegible]

[illegible]

# اودھ کے آخری تاجدار کی پڑپوتی ریلوے اسٹیشن کی برساتی میں زندگی گذار رہی ہیں

واشنگٹن — نمائندہ جنگ — اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ کی پڑپوتی [illegible]

[illegible]

# ظہیر عباس بیجنگ کی سنچری بنانا چاہتے ہیں

## میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایشیا کے عظیم کرکٹر کی حیثیت سے یاد رکھا جائے

### چند مرتبہ ایک ہی

### میچ میں ڈبل سنچری

### اور سنچری بنانا بڑے

### دل گردے کا کام ہے

لندن — [illegible]

[illegible]


Please Visit For

Halal Meat & Spices

حلال گوشت اور مرغیاں

نہایت سستے داموں پر مہیا کی جاتی ہیں

ٹورانٹو میں حلال گوشت کی

پہلی دوکان

AFRO - ASIAN

918 PAPE AVENUE
TORONTO

ہندوستانی اور پاکستانی فلموں کی ویڈیو ٹیپس لورشیلنی

کرایہ پر دستیاب ہیں۔ آج ہی فون کیجئے۔

PHONE: 463-1287

نامۂ وطن — احمد کمال

اسلامیہ پائلٹ اسکول کے طلبہ نے پرے ڈاشوکر مسیدان میں عزیز پاکستان کا اطلاع پاکر داد تحسین حاصل کی

# کیا جشن آزادی کے سلسلے میں عوام کا جوش و خروش، صدر ضیاء کا رچایا ہوا ڈرامہ تھا؟

**لوگ** کہتے ہیں

۱۴ر اگست تو پاکستان میں اس سے پہلے بھی ہر سال آتا رہا تھا۔ لیکن جس شان و شوکت اور تزک و احتشام سے اس سال آیا ہے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

اور جب لوگ کوئی بات کہتے ہیں، تو تقریباً درست ہی کہتے ہیں۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا یونہی تو نہیں کہا جاتا۔ یوم پاکستان پر قومی یکجہتی اور اتحاد، تنظیم و یقین محکم کا جو مظاہرہ اس سال قوم نے کیا، اس کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے پہلی بار دنیا کو یہ شعور ہوا کہ واقعی پاکستانی بھی ایک قوم ہیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے زندہ و پائندہ رہنا۔

اس دن سرشاری و خوشی کا عالم ہی اور تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہی نہیں، بچے بوڑھے، جوان، سب ہفتہ بھر پہلے سے ہی یوم آزادی منانے کی تیاریوں میں مشغول تھے، جیسے عید آرہی ہو۔ یوم پاکستان کو کوئی بھی اس سال ۱۴ر اگست کا یوم آزادی کہنے پر آمادہ نظر نہ آتا تھا۔ ہر زبان، ہر دل، ہر دماغ میں ۱۴ر اگست کا ایک ہی تعویذ تھا۔۔۔ عید آزادی!

عید آزادی کے اس جشن مسرت میں، جبکہ پوری قوم صبح نو بجے، جو جہاں تھا، کی حالت میں اٹینشن کھڑی قومی ترانہ گا رہی تھی اس وقت چند دل ایسے بھی تھے جنہیں یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ ...... کہیں اس عظیم الشان مظاہرے کے کوئی سیاسی فوائد نہ ہوں، جنہیں ضیاء حاصل کر جاتے۔ کچھ ایسے مشکوک ذہن بھی تھے، جو ہفتہ بھر پہلے سے، جب سے کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات نے عید آزادی شایان شان طریقے سے منانے کے سلسلے میں عوام کا "ذہن بنانے" کی مہم شروع کی تھی، اس خیال سے پریشان تھے کہ ضیاء یہ سارا ڈرامہ دنیا پر یہ ثابت کرنے کے لئے اسٹیج کر رہا ہے کہ لوگ کس قدر اس کے وفادار ہیں۔ اور کس طرح اس کی تحریک پر آگے بڑھ کر کسی بھی تجویز کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

اب اگر ان مشکوک ذہنوں اور دھڑکتے دلوں کے خدشات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ امر تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی کہ ...... صدر ضیاء نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اور اگر قوم نے اس شاندار طریقے پر یوم آزادی کا جشن منا کر ضیاء کی حمایت کا اعلان کرنا تھا...... تو وہ اس نے کر دیا۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ ضیاء نے سالہا سال کی سوئی ہوئی قوم کو خواب غفلت سے بیدار کر کے یکایک اسے ایک متحد اور باوقار قوم کی حیثیت سے اپنا ادراک کرنے کی کوششوں میں کما حقہ کامیابی حاصل کر لی ہے کیونکہ اس روز بہت کم گھر ایسے تھے، جن پر چراغاں نہ ہوا ہو۔ بہت کم ہی تھے ایسے تھے جو پاکستان کی سلامتی و تحفظ کی دعا کے لئے نہ اٹھے ہوں۔ بہت کم مکان ایسے تھے، جن پر پاکستان کا قومی پرچم نہ لہرایا ہو۔ سائیکل سے لے کر بڑے بڑے پاکستان کو ہر گھر، ہر پریذیڈنٹ ہاؤس تک جانے تک ماحول نے چند گھر فون

کے، اور یہ وہی تھے۔ جنہیں یہ سب کچھ محض اس لئے پسند نہ آرہا تھا کہ ان کے خیال میں لوگوں کے اس اظہار مسرت کے کچھ سیاسی مضمرات و اثرات بھی تھے۔ جو ان کے خیال میں بالآخر ضیاء کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا "ضیاء" "پاکستان" ہے؟ جس کا یوم آزادی قوم منا رہی تھی؟ کیا ضیاء کی نیک نیتی پر شک کرنے کی کوئی معقول وجوہات تھیں کہ عید آزادی کے جشن پر قوم کے جوش و جذبے کے مظاہرے کو اس کے سیاسی عزائم کے حصول کا ذریعہ سمجھ لیا جائے؟ پھر اگر چند لمحوں کے لئے یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ضیاء صاحب نے یوم آزادی کے جشن کو شایان شان طریقے پر منانے کے لئے قوم کو تحریک دے کر کوئی سیاسی فائدہ حاصل کر لیا، تو وہ لوگ جو اس پر معترض ہیں، کیا خود ایسا کرنے کے مجاز نہ تھے؟ ظاہر ہے کہ

خواتین جھنڈے تیار کر رہی ہیں

یوم پاکستان پر جشن مسرت منانے کے سلسلے میں کسی پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جو چاہتا اس روز عید آزادی کی مسرتوں میں شریک ہونے کے لئے گھر سے باہر آسکتا تھا۔ اور اگر اس طرح کوئی سیاسی فائدہ حاصل ہوتا تھا تو اسے حاصل کر لیتا، جس طرح ضیاء نے حاصل کر لیا۔ ضیاء صاحب کی کیا جرأت تھی کہ وہ کسی کو پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگانے یا شریک ہوکر "قومی ترانہ" گانے سے روک سکتے۔ لیکن اس کے لئے پاکستان سے جس محبت اور عوام کی خوشیوں میں شریک ہونے کے جس جذبے کی ضرورت تھی۔ وہ ان لوگوں میں مفقود تھا جو زندہ ہی صرف ضیاء اور پاکستان کی مخالفت کرنے کے ہیں۔ ہمیں تو یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ آخر ضیاء کو پاکستان کیوں سمجھ لیا گیا ہے؟ اور ضیاء کی مخالفت اور پاکستان سے دشمنی کا روپ کیوں دے دیا گیا ہے؟

عید الفطر سے چند روز پیشتر کی بات ہے کہ سرشتہ کے قریب عوام ایکسپریس کو ایک انتہائی ہولناک حادثہ پیش آیا، جس میں چالیس افراد جاں بحق ہوئے اور بے شمار لوگ زخمی ہوئے۔ اطلاع یہ ہے کہ ریل پٹڑی کو بنیادی شہر سے تقریباً دو میل دور جنگل کے درمیان

بہر حال اس حادثے کی عدالتی تحقیقات مکمل ہو کر گورنر پنجاب کی میز تک پہنچ چکی ہیں۔ اب عوام کے سامنے تحقیقات کے نتائج کب تک آئیں گے؟ اس بارے میں کچھ فی الحال کہنا مشکل ہے۔ لیکن اگر تحقیقات کے نتیجے میں ایسی کوئی بات سامنے آگئی جس سے سازش یا تخریب کاری کا احتمال پیدا ہوتا ہو تو قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان

دشمن عناصر سے عوام کی نفرت کس انتہا کو جا پہنچے گی۔ اور جیسا کہ عمومی خیال ہے کہ یہ حادثہ کسی تخریب کاری کا نتیجہ تھا اور یہ بات پایۂ ثبوت تک جا پہنچی کہ قرعہ فال ظاہر ہے کہ وہ نام نہاد سیاسی عناصر جن کے نزدیک سیاست اب صرف خفیہ گروہ اور تخریب کاری ہی رہ گئی ہے۔ عوام کی نفرت کا نشانہ بنیں گے اور اس کا لامحالہ فائدہ صدر ضیاء کو پہنچے گا کیونکہ اس وقت یہی ایسے عناصر ان کی نفرتوں کا واضح ہدف ہیں۔ بہرحال ان حرکات کو کسی صورت بھی سیاست نہیں کہا

محصل دیا گیا تھا۔ چنانچہ جس وقت ٹرین اس مقام پر پہنچی تو پچھلی بوگیاں پٹڑی سے الگ ہو کر نشیب میں جا گریں۔ جن میں سے دو تو آپس میں بالکل گڈمڈ ہو کر رہ گئی تھیں۔

اس جانکاہ سانحے نے پورے پاکستان کو غم و غصے کی شدید لہر میں مبتلا کر دیا۔ کیونکہ بے شمار مسافر ایسے تھے جو دور دراز سے اپنے گھروں کو عید منانے کے لئے جا رہے تھے۔ عمومی رائے یہی تھی کہ ٹرین کا یہ حادثہ کسی جانی بوجھی سازش کا نتیجہ تھا۔ اور اگر یہ واقعی کوئی سازش تھی تو لوگ بخوبی واقف ہیں کہ ایسی ہولناک حرکت کر گزرنے کا حوصلہ کن لوگوں میں ہے۔ اور کون لوگ "جیالے" پاکستان سے لے کر کراچی تک پاکستان کو تباہ کر دینے کی بات کرتے رہتے ہیں۔

## صدر ضیا کو سیاسی فوائد کیسے حاصل ہو رہے ہیں

جاسکتا اور اگر ان سے صدر ضیاء کو سیاسی فائدہ پہنچتا ہے تو اس کا سبب صرف صدر ضیاء کے مخالفین ہیں۔ صدر ضیاء نہیں۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق افغان مجاہدین کے ایک گروپ نے کابل میں الذوالفقار تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پر گذشتہ دنوں ہونے والے حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ واضح رہے کہ افغان گوریلا لیڈر حکمت یار کی تنظیم اب سے بہت عرصہ پہلے اس سلسلے میں واضح دھمکی دے چکی تھی کہ وہ پاکستان کے دشمنوں کا افغانستان کی سرزمین سے نام و نشان مٹا دے گی۔ اور اب اسی تنظیم نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ وہ آئندہ بھی روسی حکومت کے "لے پالک" پاکستان دشمنوں کو اسی طرح ختم کرتی رہے گی۔ اور یوں حکومت پاکستان کو اس واقعہ میں ملوث کرنے کی کوششیں اپنی موت آپ مر گئی ہیں۔

لیکن ہے مندرجہ بالا سطور کی بنا پر ہمارے کسی محترم قاری کو ہمارے خلاف یہ شکایت پیدا ہو جائے کہ ہم ـــــ خدانخواستہ "غالب کے طرفدار" ہیں ـــــ تو ہم انتہائی عاجزی سے پہلے ہی یہ عرض کر دیتا کہ ہم "غضنفر" ستون فہم" "غالب کے طرفدار نہیں"۔ ہاں ـــــ اگر ہم پر کسی کی طرفداری کا الزام عائد ہوتا ہے تو صرف اور صرف پاکستان کی طرفداری کا۔ ہم پر اگر کوئی تہمت آسکتی ہے تو صرف پاکستان کی وفاداری اور تائید و حمایت کی۔ ہم نہ ضیاء کے حامی ہیں نہ ضیاء کے مخالفین سے ہمیں کوئی کد ہے۔ پاکستان کے جشن آزادی کے موقع پر اگر اندرا گاندھی اور بریژنیف بھی پاکستان کا قومی ترانہ گائیں گے تو ہم ان کی بھی حمایت کریں گے۔ صدر ضیاء

تو پھر خود کو پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کا محافظ اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے یوم پاکستان کو شایان شان طریقے سے منانے کا حکم دیا، تو ہمارے خیال میں ایسا کرنا صدر کے حکم کی تعمیل سے زیادہ خود اپنے جذبات و احساسات کی تسکین کے لئے ضروری تھا۔

اگر ایک غریب تانگے والے نے جشن آزادی میں شرکت کے لئے اپنے تانگے اور اپنے گھوڑے کو پاکستان کے پرچموں سے سجایا تو اسے ضیاء نے اسے کیا دے دیا؟ صدقے تو اس دن بھی اس نے اپنے پیٹ کے لئے

سے کما کر کھائی۔ اس کے لئے کھانا ایوان صدر سے نہیں آیا تھا۔ اسی طرح وہ نوجوان جو سارا سارا دن موٹر سائیکلوں، سکوٹروں اور سائیکلوں پر پاکستان کے قومی پرچم اٹھائے سڑکوں پر پھرتے رہے، انہیں پٹرول ایوان صدر سے نہیں ملا تھا۔ یہ تو دل کی بات تھی۔ کہ اپنے دل نے کہا...... اور لوگوں نے کر دیا۔ لوگوں نے صدر ضیاء کے حکم کی تعمیل میں نہیں پاکستان سے اپنی محبت کے اظہار کے لئے جشن آزادی جوش و خروش سے منایا تھا۔ یہ خوشی چوری کی ڈالی میں شک کے مترادف ہے کہ ضیاء نے اس سال یوم آزادی پر خصوصی ڈرامہ اپنے "نعرہ" بنانے کے لئے رچایا تھا۔ پاکستان سے محبت اور عشق ضیاء کی جاگیر نہیں ہے۔ اس میں تو ہر "خاص و عام" بلا تخصیص من و تو شریک ہو سکتا ہے۔ اور پاکستان کے عوام

## عوام ایکسپریس کے حادثے کے پیچھے کوئی منظم سازش تو کارفرما نہیں تھی؟

نے یہی ثابت کر دکھایا ہے کہ پاکستان کے دوست، پاکستان کے عاشق اور پاکستان کے وفادار ـــــ پاکستان کے غریب عوام ہی ہیں۔

## پاکستانی کرکٹ ٹیم کی آئندہ چند برسوں کی مصروفیات

۱۹۸۱ء ـ ستمبر تا اکتوبر ـ انٹرنیشنل الیون کی آمد۔
۸۲-۱۹۸۱ء ـ اکتوبر تا فروری ـ پاکستان کا دورۂ آسٹریلیا
۸۲-۱۹۸۱ء ـ مارچ تا مئی ـ سری لنکا کا جوابی دورۂ پاکستان
۱۹۸۲ء ـ جون تا اگست ـ پاکستان کا دورۂ انگلستان۔
۱۹۸۲ء ـ ستمبر تا اکتوبر ـ آسٹریلیا کا دورۂ پاکستان۔
۸۳-۱۹۸۲ء ـ اکتوبر تا نومبر ـ ہندوستانی ٹیم کی آمد
۱۹۸۳ء ـ فروری تا اپریل ـ پاکستان کا دورۂ ویسٹ انڈیز
۱۹۸۳ء ـ ورلڈ کپ ـ ستمبر تا اکتوبر ـ نیوزی لینڈ کی آمد۔
۱۹۸۳ء ـ نومبر تا دسمبر ـ انگلستان کی آمد
۸۴-۱۹۸۳ء ـ جنوری تا مارچ ـ پاکستان کی آسٹریلیا کے دورۂ
۸۴-۱۹۸۳ء ـ اپریل تا ستمبر ـ پاکستان کی سری لنکا دورہ
۱۹۸۴ء ـ ستمبر تا اکتوبر ـ پاکستان کا دورۂ بھارت۔
۸۵-۱۹۸۴ء ـ نومبر تا جنوری ـ ویسٹ انڈیز کی آمد
۸۶-۱۹۸۵ء ـ فروری ۲۳ مارچ ـ پاکستان کا دورۂ نیوزی لینڈ
۱۹۸۶ء ـ مئی ـ پاکستان کا دورۂ انگلستان
۱۹۸۶ء ـ ورلڈ کپ ـ انگلستان کا برصغیر میں
[illegible]
۱۹۸۷ء ـ ستمبر [illegible] پاکستان کا دورۂ [illegible]

## حکمت یار کی تنظیم نے الذوالفقار کے کابل ہیڈکوارٹر پر حملے کی ذمہ داری قبول کر لی

منتخب افسانہ ——— قیوم راہی

# اُجلا انسان

ایکسپریس ماہ حیدرآباد اسٹیشن سے روانہ ہوا عوام ابھی تک بھی معروف کے سامنے والی برتھ پر وہ اکلوتا اجنبی مسافر براجمان تھا جس کے پہنچنے کے مقصد سے وہ لیونہ یہاں آیا تھا۔ یہ تو کمپارٹمنٹ کا باقی حصہ جو کہ تقریباً خالی تھا اور یہ معروف کا پہلا اتفاق تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کمپارٹمنٹ میں ایک سیٹ بھی خالی ہو۔ سو چنانچہ اس کا نصف ہی آخر میں ہوا کہ معروف جو پہلے ہی طرح طرح کے وسوسوں میں گم بجھا بجھا سا بیٹھا تھا ایک تشویش انگیز انتشار میں مبتلا ہو گیا۔

سفر خواہ بس کا ہو یا ٹرین کا، معروف سفر کرتے ہوئے ہمیشہ کم سخن بچے کی طرح اجنبی محفلوں کے کھلونے سے کھیلتا رہتا تھا۔ ریل کے ڈبے اور پٹڑیاں، اسٹیشن کا سارا ماحول اس کے لئے ایک خاص جاذبیت رکھتا تھا۔ اس کے دل میں ایک تحریک سی ہونے لگی تھی۔ جس کا اثر دیر تک اس کے حواس پر چھایا رہتا تھا۔ اس نے اس امر کا تجزیہ کرنے کی کئی بار کوشش کی لیکن فیصلے پر نہیں پہنچ سکا محض ایک جذبہ اور احساسات کے آگے اس پر ہمیشہ ہی الجھن کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یا قت پورا اسٹیشن پر نیز دو کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں کئی لوگ ہلاک ہو گئے تھے اور وہ معجزانہ طور پر بچا تھا۔ خاصے تذبذب کے بعد اس نے خود کو سفر کے لئے آمادہ کیا تھا۔ بچے کا اسکول کھلنے والا تھا اس لئے بیوی کو کراچی سے لانا ضروری تھا اس وقت اس کے پریشان خیالات کا محور ایکسیڈنٹ تھا ابھی ایک دو دن پہلے بھی تو لیاقت پور کے قریب ہی ریل کا ایک اور حادثہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں گاڑی کی کئی بوگیاں پٹڑی سے اتر گئی تھیں۔ وہ طرح طرح کے ملالوں سے ذہن میں اٹھتا ہوا طیارہ دبانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر یہ اطمینان تو تھی کہ پچھلی گاڑی نہیں چھوٹ رہی تھی۔ لیاقت پور اسٹیشن بار بار اس کے تصور میں خطرے کا سرخ سگنل بن کر ابھر رہا تھا۔ آخر اس نے اندازہ لگایا کہ عوام ایکسپریس رات کے ایک دو بجے کے درمیان لیاقت پور اسٹیشن سے گزرے گی۔ اس کے بعد ہی وہ سلسلے میں کچھ اطمینان کا سانس لے سکے گا۔

لیکن ہوا ایسا کہ اطمینان کی گھڑی مقررہ وقت سے بہت پہلے آ گئی جیسے ہی گاڑی حیدرآباد اسٹیشن پر رکی اور اس نے پلیٹ فارم پر مسافروں کی چہل پہل دیکھی تو ڈھارس بندھی۔ مزید اطمینان اس وقت ہوا جب ایک خوبرو عورت اپنے تین بچوں اور ماں سمیت بڑی ادا کے ساتھ سامنے والی برتھ پر آ کر بیٹھی۔ وہ میانہ قد، سڈول جسم، پاؤں میں اونچی ایڑی کے چپل، کریم کلر کاٹن کی شلوار قمیص اسی رنگ کا دوپٹہ، سنہرے بال، نیلی آنکھیں، اجلا اجلا چہرہ سب پاکیزگی، نفاست اور وقار کا نمونہ۔ خاص دلآویز شخصیت تھی اس کی۔

ادھیڑ عمر والا مسافر جو اوپر چلا گیا تھا اس لئے نچلی برتھ پر اب اسی عورت کا قبضہ ہو گیا لیکن بچی اس کے ساتھ تین ٹکٹ تھے اس لئے پوری برتھ کی حقدار تھی سفر یا وہ دیر نہیں گزری کہ اس عورت کی بات چیت اور طور طریقوں نے معروف کو بتا دیا کہ وہ ایک پڑھی لکھی عورت ہے سلیقہ شعار، با اخلاق اور مہذب۔ تمکنت، غرور اور بناوٹ کا شائبہ تک نہیں تھا اس میں اس کے سامان سے بھی اس کے اعلیٰ معاشی اقتدار سے خوشحال ہونے کا پتہ چل رہا تھا۔ وہ قربات اور شائستگی کے پیکر جیسی سے پیار ہو کر اس عورت کے پاکیزہ اور معصوم حسن کی طرف متوجہ ہو گیا جس کی اصل بنیاد وقت معلوم کرنے کی ضرورت تھی لیکن ابھی وہ ہچکچا کر ان لمحوں کی جانب متوجہ ہوا اور عورت کے چہرے پر نگاہ کہ مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ اس نے مسکرا کر عجب قسم کی نرمی سے کہا کہ اس کی یہ مسکراہٹ معروف کو دل بہلانے کا ایک حسین مشغلہ میسر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ماں سے کھانا نکالنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ معروف سے پہلی بار ہم کلام ہوئی۔ "کھانا کھائیں گے آپ؟"

"جی نہیں ——— شکریہ۔"

"کھا لیجئے۔" عورت نے اصرار کیا گویا بتا رہا ہو کہ اس کی یہ دعوت محض رسمی نوعیت کی نہیں ہے........

"بسم اللہ کیجئے۔ مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر بعد معروف اوپر کی برتھ پر چلا گیا اس نے بستر بچھایا اور سوچا چلو کھانے سے بھی فارغ ہو ہی لیا جائے، لیٹنے کے بعد جب غنودگی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو اٹھنے کو جی نہیں چاہتا چنانچہ اس نے ٹفن کا ڈبہ کھول لیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا تھا ایک ہی روٹی کھائی تھی کہ اسے پانی کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ نیچے پانی کا صرف ایک ہی چھوٹا سا تھرماس رکھا ہوا تھا جو عورت اپنے ساتھ لائی تھی۔ کسی مسافر نے اس قسم کی زحمت نہیں کی تھی اور معروف تو کلاس ٹو کا ٹکٹ خریدا تھا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ نیچے اتر کر اس عورت سے درخواست کرے۔ وہ یہی ارادہ کر رہا تھا کہ عورت جیسے خیالی میں اوپر دیکھا تو جیسے اس نے معروف کی طلب کا اندازہ لگا لیا تھا۔

"پانی چاہئے آپ کو؟"

"جی ———" معروف مسکرایا۔

عورت نے اٹھ کر اپنے گلاس میں پانی بھرا اور بڑی اپنائیت سے اس کی طرف بڑھایا۔

"شکریہ ——— آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔"

"کوئی بات نہیں" عورت کا چہرہ ایک مخصوص تبسم کی رعنائی سے گلابی ہو رہا تھا۔

چند لمحوں میں معروف کو عورت کا نام بھی معلوم ہو گیا کوئی بات کرتے ہوئے اس کی ماں نے اسے "شائستہ" کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ "شائستہ" بہت اچھا نام ہے۔ معروف نے سوچا اس عورت کا یہی نام ہونا چاہئے تھا جس نے اپنے کسی فلسفی قسم کے دوست سے سن رکھا تھا کہ نام کو انسان کی شخصیت پر گہرا اثر پڑتا ہے وہ اس مفروضے کو نہیں مانتا تھا لیکن اس وقت تو مثال اس کے سامنے موجود تھی۔ تو کیا اس کے فلسفی دوست کی منطق صحیح ہے یا یہ محض ایک اتفاق ہے؟ اس نے اس سوچ کو جلد ہی ادھورا چھوڑ دیا کہ وہ اس میں بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔

گلاس واپس کرتے ہوئے اس نے شائستہ کا دوبارہ شکریہ ادا کیا پھر لیٹ کر سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ دزدیدہ نظروں سے شائستہ کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جب تک وہ جاگتا رہا اس کا یہ دلچسپ شغل جاری رہا حتیٰ کہ نیند کے بوجھ سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

معروف کی یہ عادت تھی کہ وہ صبح کو خاصی دیر سے اٹھتا تھا اس وجہ سے وہ ہمیشہ اوپر کی برتھ ریزرو کراتا جس کا یہ فائدہ ہوتا کہ جب تک اس کا جی چاہتا لیٹ اور سو سکتا تھا۔ شائستہ تو اس نے صبح سویرے ہی کر لیا تھا البتہ ٹائلٹ سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ برتھ پر دراز ہو گیا۔ رات دیر تک جاگتے رہنے کے باعث وہ کچھ دیر مزید سونا چاہتا تھا پھر جلد آنکھیں بند ہوئیں تو جلد ہی وہ نیند کی پرسکون وادی میں پہنچ گیا۔

صبح نو بجے کے بعد وہ برتھ سے نیچے اترا منہ ہاتھ دھویا، سر کے بال درست کئے اور نیچے اپنی سیٹ پر آن بیٹھا سارے مسافر جو پہلے تھے موجود تھے کوئی مسافر اترا تھا نہ کوئی نیا مسافر آیا تھا البتہ اس کے برابر والی سیٹ والے دونوں مسافروں نے اپنا سامان ٹھیک کرنا شروع کر دیا تھا شاید ان لوگوں کو جلد آباد اترنا ہو گا۔

اس نے سگریٹ سلگایا اور کھڑکی سے باہر دھواں چھوڑتے ہوئے بظاہر قدرتی مناظر میں کھو گیا لیکن اس کا دھیان شائستہ کی طرف تھا وہ بار بار اچٹتی نظروں سے اس کی جانب دیکھ لیتا تھا شاداب اور نکھری نکھری نظر آ رہی تھی وہ ——— کتنی صفات ہیں اس عورت میں، سادگی، نفاست، شائستگی اور دل موہ لینے والی شخصیت ——— جیسے ہی بستی پر اس کے برابر والے دونوں مسافر چلے گئے ان کی جگہ ایک بوڑھے آدمی اور ایک نوجوان لڑکے نے لے لی۔ لڑکی سیاہ برقعہ پہنے ہوئے تھی اس کا اپنا رنگ بھی سانولا تھا اور اس کی گود میں جو بچہ تھا وہ بھی کالا بھجنگ ——— دوسرا بچہ تقریباً تین چار سال کی عمر کا ہو گا۔ اس کا ناک نقشہ اپنے شیرخوار بھائی سے ملتا جلتا تھا۔ یہ بچہ بوڑھے کو بے حد تنگ کر رہا تھا بوڑھے کا رنگ سیاہ اور لباس پسینہ میلا تھا اس کی خشخشی داڑھی میں زیادہ بال سفید تھے، اور کہیں کہیں پان کی پیک سے رنگی ہوئی تھی البتہ گندے بدنما پاؤں میں خوشنما چپل ٹاٹ میں مخمل کے پیوند کی طرح معلوم ہو رہی تھی معروف کو ان کے بیٹھنے کی قربت سے ایک بو سی گھن سی پیدا ہو رہی تھی اسے۔ بوڑھے کا اپنے جارہا بیٹھنا اچھا نہیں لگا شاید اس کا سبب بوڑھے کی مفلوک الحالی اور حد سے بڑھا ہوا میل اور گندگی یا صورت اور سیاہ رنگت تھا۔ کتنا تضاد تھا آمنے سامنے والے مسافروں میں جیسے ایک طرف روشنی ہو اور دوسری طرف اندھیرا۔

ٹرین فراٹے بھر رہی تھی۔ حیدرآباد سے جب چلی تھی تو آدھ گھنٹہ لیٹ تھی، شاید اب بھی ٹھیک چل رہی اس تاخیر کو پورا کر رہا تھا۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے؟" شائستہ کی ماں نے بوڑھے سے دریافت کیا۔

"ہاں۔" بوڑھے نے مختصر سا جواب دیا۔

عورت نے پوچھا "کیا سسرال سے آ رہی ہے ———" بوڑھا بولا ——— "جی!"

"تم مل میں کام کرتے ہو؟" ——— "جی" ——— "اس کا آدمی کیا کام کرتا ہے حیدرآباد میں؟"

"وہ وہ کولا زیادہ۔"

بوڑھے کی جوان سال بیٹی خاموش سہمی سی بیٹھی تھی وہ اتنی کم عمر تھی کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ بچوں کی ماں ہے۔ تھوڑی دیر بعد شائستہ کی ماں اپنی والی برتھ پر لیٹ گئی اور آنکھوں پر کلائی رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

"بابا ——— پیاس لگی ہے۔" بچے نے بوڑھے کا پچکا ہوا گال اپنے ننھے ——— سے تھپتھپایا۔ بوڑھے نے پہلے تو یونہی ادھر ادھر ——— پھر ملتجی نظروں سے شائستہ سے ——— مانگی کہ وہ اپنا گلاس اسے دے دے لیکن شائستہ جان بوجھ کر انجان بن گئی اس نے بسکٹوں کا ڈبہ کھولا اور بسکٹ اپنے بچوں میں بانٹنے لگی ——— "تاب ——— پانی" "اچھا بیٹے وہ بھی پلاتا ہوں۔" بوڑھا اب کی بار قدرے ہچکچاتے ہوئے دھیمی آواز میں شائستہ سے مخاطب ہوا "ذرا گلاس دیجئے اپنا" شائستہ نے اس درخواست کا کوئی جواب نہ دیا ایسی بنی رہی جیسے اس نے بوڑھے کی بات سنی ہی نہ ہو۔ پھر اس نے ترچھ بیلا اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔

دوسری بار گلاس مانگنے کا بوڑھے کو حوصلہ ہی نہیں ہوا اس لئے چپ ہو گیا۔ لیکن بچہ کیسے چپ ہوتا وہ تو پیاس کی شدت سے بے چین ہو رہا تھا جب ہی وہ اپنی طلب کا اظہار کرتا ہوا پھر جلد مچلتا رہا۔ "اچھا بیٹا ابھی پلا دیتا ہوں۔"

شائستہ نے رنگین پوشاک کی کنڈی میں سے ایک رسالہ نکال لیا تھا۔ پہلے اس نے ورق گردانی کی پھر کوئی مضمون پڑھنے میں محو ہو گئی معروف بدستور ایک خاموش تماشائی کی مانند سب کچھ دیکھ رہا بیٹھا تھا گویا بوڑھے احساس کے کس نوعے کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے ٹھیک تھا وہ لوگ اسی رویے کے مستحق تھے۔

بچے کو اب کچھ صبر آ گیا تھا وہ ایک میٹھی گولی اور چھینے والا اس کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر بہشت میں آ گیا۔ وہ بوڑھا تو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ بچے کو ہاتھ کی اوک سے پانی پلا دے گا۔ پھر گھڑی دیکھ اسے مزید اطمینان ہو گیا کہ جنگشاہی کا اسٹیشن زیادہ دور نہیں رہ گیا تھا وہاں وہ اسٹیشن پر بچے کو لسی پلائے گا اس نے جلدی ہی میٹھی گولیوں کا ایک چھوٹا سا پیکٹ خرید لیا اور ایک گولی اپنے نواسے کو دیکر پیکٹ شائستہ کے بچوں کی طرف بڑھا دیا "لو۔ تم بھی لو ان میں سے۔"

تب ایکا ایکی شائستہ نے جو بظاہر مطالعہ میں غرق تھی اس کی طرف پہلو بدلا۔

"رہنے دو بابا۔ یہ گولیاں شوق سے نہیں کھاتے۔" "لیجئے دو بیٹی۔ شرم مت کرو۔ یہ بھی تو بچے ہیں۔" بوڑھے کا چہرہ جذبات کے تموج سے دمک اٹھا تھا۔ گویا شائستہ کے بچے اس کے نواسے ہی ہوں۔ اور شائستہ کو نہ جانے کیا ہو گیا اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی لیکن اور نہ وہ کچھ بولا سے مزاحمت کر سکی۔

"ہاں ہاں ——— لے لو بیٹے۔ کوئی حرج نہیں ہے" بوڑھے نے بڑے پیار سے ایک ایک گولی تینوں بچوں کے ہاتھوں میں تھما دی شائستہ پھر بھی چپ بیٹھی رہی۔ سب حسن و جمال معروف کو ایکا ایکی اپنے اندر کچھ ٹوٹتا سا محسوس ہوا۔ ایک ہی جبلت اس کے دل کا میل بہا کر لے گئی اسی پل اس نے بوڑھے کے چہرے پر ایک صداقت دیکھی جس نے اس کے ذہن کا گوشہ گوشہ منور کر دیا تھا اور جس کے سامنے شائستہ کے چہرے کی ساری چمک دمک ماند پڑ چکی تھی۔

## غزل

ہم کچھ اس ڈھب سے، ترے گھر کا پتا دیتے ہیں
خضر بھی آئے، تو گمراہ بنا دیتے ہیں

ہم تو لے آئے ہیں دل، آپ پہ قربان کرنے
آپ اس چیز کے بدلے، ہمیں کیا دیتے ہیں

کس قدر مخلص و ہمدرد ہیں؟ احباب مرے!
جب بھی میں ہوش میں آتا ہوں پلا دیتے ہیں

جرم کرنے کی سعادت کہاں ہوتی ہے نصیب؟
وہ تو، ناکردہ گناہوں کی سزا دیتے ہیں

یہ ضروری نہیں پیمان، بجا بھی نکلے؟
کیا یہی کم ہے، کہ پیمانِ وفا دیتے ہیں

ہم کو شاہوں سے، عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

اور کیا چاہتا ہے؟ اس سے زیادہ تو عدم
عمرِ رفتہ سے تجھے، آج ملا دیتے ہیں

——— عبدالحمید عدم

**fortnightly** VOL.10, NO. 11&12 50¢
August 20, 1981
**al-Hilal** Phone: 424-1989, 493-4374

338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6

پی آئی اے کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لئے ہنگامی اقدام

# پی آئی اے کی یونینوں پر مکمل پابندی عائد کردی گئی

پولیس نے ہوائی اڈوں پر چھاپے مار کر تمام یونینوں کے دفاتر سربمہر کردیئے عہدیدار گرفتار

## مارشل لاء کے ضابطہ ۵۲ کا اطلاق ایئرپورٹ سیکورٹی فورسز پر بھی ہوگا

## ضیاء الرحمن کے قتل کے وقت جنرل منظور چھاؤنی میں سو رہے تھے

جنگلہ دیش صدر کو ماتحت افسروں نے ہلاک کیا - گارڈین کا انکشاف

صدر ضیاء الرحمن کے خلاف سازشیں ہوئیں

۲۰۰ بار انہیں قتل کرنے کی کوشش کی گئی

## جسٹس منیر انتقال کرگئے

لاہور ـــــ (پ پ) پاکستان کے ممتاز قانون دان اور سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس محمد منیر رحلت

کرگئے "انا للہ و انا الیہ راجعون" - آج مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے لاہور ہائی کورٹ کا فل ریفرنس ہوا جس کی صدارت چیف جسٹس ... نے کی - ریفرنس کے دوران مرحوم کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا ـــــ

بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان

پندرہ روزہ

# الہلال

ٹورانٹو کینیڈا

- سالانہ زرِ خریداری برائے "الہلال": دس ڈالر
- سالانہ زرِ خریداری برائے "کریسنٹ": دس ڈالر
- سالانہ زرِ خریداری برائے الہلال و کریسنٹ: سترہ ڈالر

کوپن خریداری

Name ............................................................

Address ............................................................

............................................................

Postal Code ............................................................

Telephone No. ............................................................

زرِ خریداری کا چیک "کریسنٹ" کے نام لکھئے اور ذیل کے پتہ پر بھیجئے۔

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario
Canada M2H 2P6

اگر آپ اسلامی تحریک کا بین الاقوامی ترجمان "کریسنٹ" (انگریزی) بطور نمونہ حاصل کرنا چاہیں تو یہاں نشان لگایئے ☐

کابل میں الذوالفقار کا تربیتی کیمپ جہاں ... افراد نے حملہ کر کے دس افراد کو ہلاک کردیا

## کابل میں الذوالفقار تنظیم کے ہیڈکوارٹر پر حملہ، دس تخریب کار ہلاک کردیئے گئے

حملہ آور مجاہدین نے تین افغان محافظوں کو بھی گولیوں سے چھلنی کردیا

تنظیم کے ہیڈکوارٹر میں پاکستانیوں کو اپنے ملک میں تخریب کاری کیلئے تربیت دی جاتی تھی

بھارت میں دو لڑکیوں کو زندہ جلا دینے پر

ایک سیاسی قیدی کی پاکستان واپسی